SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 17, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fourty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم تر ان الله سخر لكم ما فى الارض والفلك تجرى
فى البحر بامره و يمسك السماء ان تقع على الارض الا
باذنه ان الله بالناس لرؤف رحيمO وهو الذى احيا كم
ثم يميتكم ثم يحييكم ان الانسان لكفورO

ترجمہ، کیا تو نے نہیں دیکھا(اس بات پر غور نہیں کیا) کہ جو کچھ زمین میں ہے اور جو جہازسمندر میں اس کے حکم سے چلتے ہیں سب کو لوگوں کے تابع فرمان کر دیا ہے اور یہ(اسُی کی ذات ہے جس نے) آسمان کو زمین پر گر پڑنے سے روک رکھا ہے سوائے اس کے کہ اسی کا حکم ہو جائے(تو آسمان بھی زمین پر پھٹ پڑے)۔بے شک اللہ لوگوں پر نہایت شفیق(اور) مہربان ہے اور وہی ہے جس نے تم کو زندگی بخشی۔ پھر تم کو موت دے گا۔ پھر تم کو(قیامت کے دن) زندہ کرے گا۔بے شک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے(کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا)۔

حافظ حسین احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب حافظ حسین احمد جی ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین صاحب ۔ ہم اس معزز ایوان کے جتنے بھی ممبران ہیں یا قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کے جو ممبران ہیں وہ سب عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور اس حوالے سے ان کا استحقاق بنتا ہے کہ وہ ملکی اور پارلیمانی سیاست میں اپنا رول ادا کریں ۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 17, 1994

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fourty minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم تر ان اللہ سخر لکم ما فی الارض والفلک تجری
فی البحر بامرہ و یمسک السماء ان تقع علی الارض الا
باذنہ ان اللہ بالناس لرؤف رحیمO وھو الذی احیا کم
ثم یمیتکم ثم یحییکم ان الانسان لکفورO

ترجمہ، کیا تو نے نہیں دیکھا(اس بات پر غور نہیں کیا) کہ جو کچھ زمین میں ہے اور جو جہازسمندر میں اس کے حکم سے چلتے ہیں سب کو لوگوں کے تابع فرمان کر دیا ہے اور یہ(اسُی کی ذات ہے جس نے) آسمان کو زمین پر گر پڑنے سے روک رکھا ہے سوائے اس کے کہ اسی کا حکم ہو جائے(تو آسمان بھی زمین پر پھٹ پڑے)۔بے شک اللہ لوگوں پر نہایت شفیق(اور) مہربان ہے اور وہی ہے جس نے تم کو زندگی بخشی۔ پھر تم کو موت دے گا۔ پھر تم کو(قیامت کے دن) زندہ کرے گا۔بے شک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے(کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا)۔

حافظ حسین احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب حافظ حسین احمد جی ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین صاحب ۔ ہم اس معزز ایوان کے جتنے بھی ممبران ہیں یا قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کے جو ممبران ہیں وہ سب عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور اس حوالے سے ان کا استحقاق بنتا ہے کہ وہ ملکی اور پارلیمانی سیاست میں اپنا رول ادا کریں ۔

ہمیں حیرت ہے کہ جی آج کے تمام اخبارات میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جو پاکستان کی منتخب وزیر اعظم ہیں کا یہ بیان چھپا ہے کہ جو علماء ہیں وہ سیاست ترک کردیں اور جاکر اسلام کی خدمت کریں ۔ میں نہیں سمجھتا جناب کہ انہوں نے کہا کہ منافقت نہ کریں ۔ یعنی کیا اس دور میں جو دوسرے لوگ ہیں جو علماء سے ہٹ کر ہیں ۔ کیا وہ منافقت کی سیاست کررہے ہیں ؟ کیا وہ اعتراف کررہے ہیں کہ لادینیت کی سیاست کررہے ہیں؟ کیا وہ اعتراف کررہے ہیں کہ وہ کفر کی سیاست کررہے ہیں ؟ جناب چیئرمین آپ سے دست بستہ گزارش ہے کہ اقبال حیدر کے ایک بیان سے ابھی تک جان نہیں چھوٹی ہے حکومت کی ۔ آخر کیا ضرورت درپیش ہے حکومت کو کہ اس قسم کے متنازعہ بیانات دیئے جائیں ۔۔ ایم آر ڈی کی تحریک کے دوران یہی علماء تھے جن کو آپ نے ساتھ ملا کر تحریک بحالی جمہوریت چلائی تھی ۔ تو جناب میں گزارش کروں گا ۔۔

جناب چیئرمین ۔ یہ تو ایک سیاسی نقطہ نظر ہے۔ اس میں پوائنٹ آف آرڈر کی کوئی بات نہیں ہے ۔

حافظ حسین احمد ۔ جی میرا بھی ایک سیاسی نقطہ نظر ہے ۔ میرے لئے سیاست اگر شجر ممنوعہ ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ بھی چولہا سنبھالیں اور آپ بھی گھر سنبھالیں آپ بھی کچن سنبھالیں۔ یہ جواب کوئی ۔۔

جناب چیئرمین ۔نہیں ممنوعہ تو نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے اپنا نقطہ نظر بیان کیا اب آپ نے کردیا۔ اس کا مطلب ہے کہ پوائنٹ آف آر،ڈر والی اس میں کوئی بات نہیں بنتی۔

حافظ حسین احمد ۔ اس معززایوان کے جو لوگ ہیں چاہے وہ کسی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں چاہے علماء سے ہوں۔ آپ وکیل ہیں ۔ کوئی جولاہا ہے، کوئی درزی ہے، اگر عوام انہیں منتخب کرتے ہیں تو ان کا حق بنتا ہے، ان کا استحقاق بنتا ہے کہ ملک کی سیاست میں حصہ لیں ۔ اور اس کے مطابق اپنا رول ادا کریں ۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین ۔ اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اچھا جناب leave applications جی۔ جناب رفیق احمد شیخ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۱۷ جولائی سے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔جناب یحیی بختیار صاحب علاج کی غرض سے امریکہ تشریف لے گئے ہیں۔ انہوں نے ۲۹ جولائی تک کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب میر افضل خان صاحب علاج کی غرض سے ملک سے باہر جارہے ہیں۔ اس لئے انہوں نے حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا

آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)۔

جناب چیئرمین۔ جناب سرتاج عزیز صاحب لاہور تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج مورخ ۱۷ جولائی کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب الیاس احمد بلور صاحب نے گھریلو مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۴ ، ۱۷ ، ۱۸ جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ میر عامر خان مگسی نے مورخہ ۱۸ تا ۲۰ جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جی جناب اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کراچی کے اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے کہ ہم چونکہ available نہیں تھے اس لئے ہمارے خلاف ناقابل ضمانت وارنٹ جاری کیے گئے۔ حالانکہ یہ سب جانتے ہیں، حکومت بھی جانتی ہے کہ ہم سینٹ کے اجلاس میں شرکت کے لئے یہاں لانے گئے ہیں ۔ اور یہاں بھی جہاں ہم رہتے ہیں وہ سب جیل ہے ۔ ان حالات میں اس قسم کی خبروں کی اشاعت اور یہ اقدامات کہ ہمارے خلاف ناقابل تنسیخ وارنٹ جاری کئے جائیں، میں سمجھتا ہوں یہ نہایت ہی قابل مذمت واقعہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ ہو سکتا ہے انہوں نے نہ پڑھا ہو ۔ بارش ہو رہی ہے کراچی میں۔

سید اشتیاق اظہر۔ میں اسی لئے جناب وزیر داخلہ سے درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں inquiry کریں اور یہ معلوم کریں کہ یہ بات کیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی واقعی I think this is serious.

Maj Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: My apologies. There is already time lag between the issue and the serving. So it must have happened, warrants may have been issued 15 to 20 days earlier and it may have come up now. But I will check up with them and...

Mr. Chairman: I think this position should be.....

STATEMENT BY THE INTERIOR MINISTER RE: RELEASE OF PERSONS MADE HOSTAGES BY MULLAH RAKTI

Maj Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Can I make the statement about the hostages? I think the House would like to know about the hostages in Afghanistan that Mullah Rakati had taken . The matter has been amicably resolved by our Friend the Saudi Government. They have assured us that they will come without any precondition, unconditionally. If they come via Kabul which I have suggested to them, the Saudi Ambassador to Afghanistan will be going to Kabul tommorrow morning . So if possible he will bring them back by air that will take about two days. If they have to come by via Balochistan and Quetta then because of the communication problems it will take about 6 to 7 days. So I would like to thank the Balochistan and the NWFP Governments for having assisted us and that we have been able to fullfil the task with the will of the people and the support of the people.

(interruption)

Mr. Chairman: Excellent , good news, very good news.

اچھا جی Privilege Motion جام کرارلدین صاحب ۔

PRIVILEGE MOTIONS

(i) RE: RESERVATION OF ROOM IN CHAMBA HOUSE, LAHORE FOR A SENATOR.

Jam Kararuddin: Thank you Mr. Chairman Sir, I hereby move a Privilege Motion under Rule 61 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

On my direction, Mr. Waqar Yousaf telephoned the Manager of the Chamba House at Lahore on 30th May, 1994 to reserve accommodation for me on 5th and 6th June, 1994 for one night, as I had to attend the Walima/Dinner of the son of Ex-Senator Dr. Bisharat Ellahi on the night between 5th and 6th June, 1994 at 8.30 p.m. at Lahore in Awari Hotel.

From Airport, I proceeded to Chamba House at 6.00 p.m. on 5-6-1994 and contacted one gentleman, Leghari, by cast in the reception room of the Chamba House and inquired from him about my accommodation. He looked into

the register for several times and finally informed me that there is no accommodation available at all. The rooms and suites are already occupied.

Thus my privilege has been breached and this Motion may kindly be referred to the Committee on Rules of Procedure and privileges.

Mr. Chairman: Oppposed?

Syed Iqbal Haider: Sir, I would only humbly request the honourable Member that I am collecting all the information and if the Honourable Member agrees to allow me to investigate into this complaint first, then it can come up next week.

جناب چیئرمین۔ جام صاحب یہ کہتے ہیں کہ اس میں ذرا واقعات اکھٹے کر لیں اور پوچھ لیں کہ کیا بات ہوئی تھی ؛ اس کو دوبارہ کسی تاریخ پر take up کر لیا جائے at the moment تو یہی ہے آپ کے سامنے ۔ اگر آپ کا کوئی ہے تو وہ بھی لے آئیں ۔

Syed Iqbal Haider: There are two motions of similar nature, Sir. One is of Dr. Rehan and the second is of Jam Kararuddin Sahib and I would make a humble request. Dr. Rehan Sahib's motion is No. 12 and Jam Karar Sahib's motion is No.4. So in both the cases we would like to investigate all the facts and then submit a full report before a discussion takes place.

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جام صاحب؟

Jam Kraruddin: I want assurance from the Honourable Minister that in how many days he will be able to collect the information.

جناب چیئرمین۔ آج 17 ہے let say by 24th

سید اقبال حیدر۔ ٹھیک ہے جناب 28th کر لیں سر۔

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ لمبا ہو جائے گا۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر۔دو دن اور دے دیں سر ۔ احتیاطاً۔

جناب چیئرمین۔ کیا کرنا ہے دو دن میں آپ نے، آپ وہاں پر ٹیلیفون کر کے پوچھ لیں ۔ جناب ریحان صاحب ۲۴ کو let us see, so this is deferred to 24th. Next is Hafiz Hussain Ahmed No19.

ii) RE: DEVELOPMENT FUNDS

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب بسم اللہ الرحمان الرحیم میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ درج ذیل مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے میں نے تعمیر وطن پروگرام ۹۳-۱۹۹۲ کے تحت جعفر آباد کے لئے ایک سکیم دی تھی لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ فنڈز ریلیز ہو کرغلطی سے ژوب یونین کونسل کو منتقل ہو گیا ہے اس سے میرے حلقہ انتخاب بلوچستان کے عوام کی حق تلفی ہوئی ہے جن کے لئے میں نے مذکورہ سکیم کی سفارش کی تھی ۔ اور ساتھ ہی بحیثیت سنیٹر میرا اور اس ایوان کااستحقاق مجروح ہوا۔ اس کو استحقاق کمیٹی میں پیش کیا جائے۔

Mr.Chairman: Is it being opposed?.

Syed Iqbal Haider: Yes opposed.

جناب چیئرمین۔جی فرمائیے کیا مسئلہ ہے ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین صاحب یہ جو کبھی تعمیر وطن پروگرام کبھی پیپلز پروگرام کبھی اور نام سے جو سفارشات سینیٹ کے اراکین سے لی جاتی ہیں اس میں یہی ہے کہ ہمیں ایک فارم دیا جاتا ہے جس میں ہم سکیم اور اس علاقے کا نام لکھتے ہیں تو اس سلسلے میں ہمیں بھی جو فارم دینے تھے اس حوالے سے میں نے ایک اسکیم دی تھی اور وہاں کے عوام اور حلقے کے لوگوں نے پتہ چلایا تو انہوں نے کہا کہ جناب وہ تو ژوب منتقل ہو گئے ہیں ۔ اب کیسے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں پتہ نہیں ہے۔ یہاں آئے تھے بلکہ وہ letter بھی ہمارے پاس انہوں نے بھیجا ہے کہ غلطی سے اور ہم کوشش کر رہے ہیں لیکن وہاں کی یونین کونسل والے وہ پیسے واپس نہیں دے رہے ۔ تو مجھے پتہ نہیں ہے کہ اقبال حیدر صاحب نے کس حوالے سے اس کو oppose کیا ہے بلکہ ہم سمجھتے کہ اگر اس طرح سے گھپلے ہوں کہ ایک ضلع کے لئے کوئی اسکیم دی جائے اور وہ دوسرے ضلع میں چلی جائے---

جناب چیئرمین۔یہ وہ مانتے ہیں کہ غلطی سے آگیا ہے ادھر۔

حافظ حسین احمد۔ جی وہ تو مانتے ہیں لیکن یہ نہیں مانتے۔

سید اقبال حیدر۔سر اس غلطی کی تلافی ہو چکی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ٹھیک ہے ابھی اقبال حیدر صاحب سے پوچھتے ہیں ۔ٹھیک ہے اقبال حیدر صاحب یہ کیا مسئلہ ہے ۔

سید اقبال حیدر۔سر یہ بات صحیح ہے کہ غلطی سے حکومت بلوچستان نے معزز سنیٹر صاحب کی تین اسکیمیں جو کہ جھل مگسی کے لئے تھیں وہ غلطی سے ژوب میونسپل کمیٹی کو بھیج دی تھیں۔لیکن جونہی اس غلطی کا پتہ چلا فوراً اس کا تدارک کیا گیا اور اس غلطی کو ختم کرکے ژوب میونسپل کمیٹی سے فنڈز واپس لے کر ضلع کونسل جھل مگسی کو بھیج چکے ہیں تو جب غلطی کی تلافی ہو گئی اس لئے میں کہہ رہا ہوں---

حافظ حسین احمد۔جناب چیئرمین صاحب یہاں پر اقبال حیدر صاحب نے کہا تھا کہ وہ اسکیمیں اب تک جن پر ۲۰فیصد کام مکمل نہیں ہوا وہ تمام کی تمام lapes ہو گئی ہیں۔ اب بتائیں جہاں پر یہ صورت حال ہو کہ دوسال پہلے کی اسکیمیں اور اس کا فنڈ کسی اور ضلع کو پہنچ گیا ہو اور وہاں پر اس کے لئے باضابطہ طور پر ٹینڈر بھی انہوں نے جاری کر دیئے ہوں تو اس؟ سے کیا ہوتا ہے ہم تو کہتے ہیں کہ ان واقعات کے تدارک کے لئے ضروری ہے کہ یہ---

جناب چیئرمین۔انہوں نے سجدہ سہو کر لیا ہے

حافظ حسین احمد۔ وہ تو کوئی پہلا سجدہ کرے اور اس میں غلطی ہو تو دوسرا کرے۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو اب کہہ رہے ہیں کہ تدارک کر دیا گیا ہے ۔

حافظ حسین احمد۔میں گزارش کروں گا۔کہ اگر یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو تو یہ پتہ چلایا جائے کہ آخر کس طریقے سے ایک ضلع کے فنڈز کو دوسرے ضلع میں بھیج دیا گیا۔

جناب چیئرمین۔یہ ہے تحریک استحقاق اس میں آپ خود کہہ رہے ہیں کہ غلطی سے ہو گیا تو غلطی سے تو پھر ہوگیا تو غلطی تو پھر غلطی ہوتی ہے ۔

حافظ حسین احمد۔اگر وہ یقین دہانی کرائیں کہ ایسی غلطی کا تدارک نہیں ہوگا اور بلاوجہ تکلیف نہ ہو۔

جناب چیئرمین۔یقین دہانی کراتے ہیں جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔سر مجھے خود منسٹری نے لکھ کر دیا ہے کہ غیر دانستہ طور پر صوبائی حکومت کی جانب سے غلطی ہوئی جونہی اس کا پتہ چلا تدارک کردیا گیا۔

جناب چیئرمین۔غلطی ادھر ہوئی ہے ۔

سید اقبال حیدر۔غلطی بلوچستان کی حکومت سے ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین۔یہ بھی تو بات ہے کہ غلطی بلوچستان کی حکومت سے ہوئی ہے ۔

سید اقبال حیدر۔غلطی بلوچستان کی حکومت سے ہوئی ہے ہماری حکومت کی طرف سے نہیں ہے ۔ اور یہ ہم بلوچستان کی حکومت سے بھی کہیں گے کہ---

جناب چیئرمین۔جی وہ مان گئے ہیں وہ کہتے ہیں جی میں اس پر زور نہیں دیتا۔so not pressed...Next is Adjournment Motion No15 Prof.Khurshid Ahmed Sahib. Not present, Next No18 وہ بھی پروفیسر خورشید احمد صاحب کا Next 42 Hafiz Hussain Ahmed۔

ADJOURNMENT MOTIONS

i) RE: SHORTAGE OF DRINKING WATER IN ISLAMABAD.

حافظ حسین احمد۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے نوائے وقت پنڈی ۲۹ مئی کے مطابق اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دارالخلافہ اسلام آباد

کربلا بن چکا ہے اور صدر وزیراعظم وفاقی کابینہ اور ارکان پارلیمنٹ کی ہمسائیگی میں اہل اسلام آباد بوند بوند کو ترس رہے ہیں یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے جاری کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین۔ یہ غالباً بارشوں سے پہلے دیا گیا تھا۔

حافظ حسین احمد۔ اب جی اس میں ترمیم کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ سیلاب آچکا ہے۔ جب پانی نہیں برستا تو برستا ہی نہیں اور جب برستا ہے ----- ظاہر ہے جب اقبال حیدر صاحب ہوں گے تو ایسا ہی ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ یہ ۲۱ مئی کو دیا گیا تھا۔ اس وقت تک بارشیں نہیں ہوئی تھیں۔ اب کیا کیا جائے اقبال حیدر صاحب اب اللہ تعالی نے رحمت کر دی ہے پاکستان پر تو اب۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں جناب یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے وہ ایسا ہے کہ جب بارشیں ہوتی ہیں تو پھر پورے ملک کی یہ صورتحال ہے یعنی ہمارے ہاں منصوبہ بندی کا فقدان ہے اور ہمارے ہمسائے ملک چین میں بھی یہ صورتحال تھی لیکن وہاں پر انہوں نے کس طریقے سے منصوبہ بندی کی یعنی جب ہمارے ہاں وافر مقدار میں باران رحمت برستی ہے تو اس وقت ہمارے لئے اس کو روکنا مشکل ہوتا ہے اور جب کچھ عرصے کے لئے بارش نہیں ہوتی تو پھر ہم بوند بوند کو ترستے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس حوالے سے میں نے یہ تحریک التواء دی تھی کہ اس پر بحث ہو تاکہ پارلیمنٹ اور اس کے معزز ارکان ایسی تجاویز دے سکیں کہ جب بارشیں ہوں تو اس پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے باقاعدہ طور پر ڈیم بنائے جائیں منصوبہ بندی ہو اور جب بارشیں نہ ہوں تو اس سے استفادہ کیا جا سکے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے اگر وہ اس کو منظور کر لیں اور اس پر بحث کریں ظاہر ہے کہ یہ تو نہیں کہ اب بارشیں ہوگئیں مسئلہ ختم ہوگیا کل بارشیں نہیں ہونگی پھر وہ صورتحال ہوگی۔ تو یہ ایک مسئلہ ہے جس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے اور منصوبہ بندی کی جائے یہ صرف یہاں کا مسئلہ نہیں ہے بلوچستان کے اکثر بارانی علاقے اور صوبہ سرحد کے علاقے جہاں پانی نہیں ہے لیکن جب بارشیں ہوتی ہیں تو وہاں سیلاب آجاتا ہے تو یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے اور اس پر بحث کی جائے اور اس کے لئے مستقل طور پر منصوبہ بندی کی جائے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین جن خدشات کا اظہار معزز رکن نے کیا ہے اور جو شکایت کی ہے کہ پالیسی یا منصوبہ بندی کا فقدان رہا ہے یہ ان کی شکایت بجا ہے پانی کی سپلائی کے سلسلے میں ماضی میں بہت بڑی کوتاہیاں کی گئی ہیں اور ہماری حکومت نے اس مسئلے کو مکمل طور پر حل کرنے کے لئے ہرصورت حال سے نمٹنے کے لئے، ایک کمیشن بنایا ہے۔ جوڈیشل کمیشن۔ جو کہ پانی کی قلت کے مسائل کا نہ صرف جائزہ، بلکہ اس کے اسباب کا جائزہ بھی لے رہا ہے وہ جوڈیشل کمیشن اس وقت کام کر رہا ہے اور یہ بھی تجاویز وہ جوڈیشل کمیشن پیش کرے گا کہ پانی کی قلت کا آئندہ کس طرح سے تدارک کیا جائے۔ اور کس طرح سے اس صورت حال کو avoid کیا جائے۔ کیونکہ جوڈیشل کمیشن بن چکا ہے پانی کی قلت ویسے ہی ختم ہوچکی ہے اب کافی تعداد

میں پانی ہے اور سی ڈی اے نے شہریوں کو پانی کی سپلائی کرنے کے لئے مناسب اور موثر متبادل انتظامات بھی کر دیئے تھے۔ اس لئے میں معزز رکن سے درخواست کروں گا کہ وہ اس ایڈجرنمنٹ موشن کو press نہ کریں۔ تو بہتر ہے۔

جناب چیئرمین۔ حافظ صاحب ان کی یقین دہانی کے بعد کہ اب وہ اس کا تدارک کریں گے اور بندوبست کریں گے۔

حافظ حسین احمد۔ اگر انہیں اپنی یقین دہانی پر یقین ہو تو بالکل ٹھیک ہے۔

ii) RE: INTEREST OF HBFC LOANS.

جناب چیئرمین۔ Not pressed اگلا دوبارہ حافظ حسین احمد نمبر ۲۸ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے بارے میں ہے۔

حافظ حسین احمد۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۸ مئی کے مطابق ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے قرض دہندگان پر سود مرکب معاف کر دیا گیا تھا جس کا فیصلہ وفاقی محتسب نے کیا تھا مگر کارپوریشن ابھی تک سود در سود کے ذریعے غریب عوام کی کھال نوچ رہا ہے جس سے اب اصل رقم کی واپسی بھی شاید مشکل ہو جائے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے جاری کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman:- Is it being opposed?

Syed Iqbal Haider: Opposed.

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے جی۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین گزارش یہ ہے کہ جہاں تک قرضوں کا تعلق ہے تو وہ ایک المیہ بن چکا ہے ہمارے ملک میں اور پچھلے انتخابات میں تو قرضہ نادہندگان ایک طویل فہرست جاری ہوئی تھی، جس میں کوئی ۲، ارب روپے سے زائد کے قرضہ جات تھے اور یہ وہ تھے جو دس لاکھ روپے سے زائد تھے اور جن کی ادائیگی ناممکن ہو چکی تھی اور جو ادا کر رہے تھے یا جو دس لاکھ سے کم تھے وہ تو اللہ جانے کتنے ہیں؛ لیکن سوال یہ ہے کہ اس وقت جو غریب عوام ہیں وہ اگر اپنا سر چھپانے کے لئے کوئی قرضہ لے لیتے ہیں اور اس کے بعد اس پر سود مرکب، یعنی سود پر دوبارہ سود لگا کر ہزاروں کی ایک رقم کو لاکھوں میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور اس میں وفاقی محتسب نے بھی اپنی رائے دی تھی اور اس کا اعلان بھی ہو چکا تھا تو میرا مقصد تحریک التوا دینے کا یہ ہے کہ جناب جہاں پر حکومت کے واجبات ہیں اور قرضے ہیں اور اگر ہم اس چکر میں پڑ جائیں کہ جناب وہ سود در سود، جو حرام مال ہے وہ غریب عوام سے لیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ان کی اتنی استطاعت نہیں اور جو کچھ وہ جمع کر چکے ہیں وہ بھی آنے دن کی مہنگائی اور گرانی کی نظر ہو جائے گا۔ اس لئے اگر کوئی شخص جس نے کسی بھی مجبوری کے تحت قرضہ

لیا ہو اور اب وہ قرضہ دینا چاہتا ہو تو اس کے لئے یہ رعایت ہونی چاہیئے کہ وہ سود در سود جو ہے وہ معاف کیا جائے اور اصل رقم جو اس پر واجب ہے وہ ادا کر دے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کا بھی اعلان کر دیا جائے، جس طرح پہلے کیا گیا تھا تو اس طرح اربوں روپیہ فوری طور پر قومی خزانے میں منتقل ہو سکتا ہے، بجائے اس کے آپ اسی پر ڈٹے رہیں کہ جناب وہ سود در سود جو پیسہ ہے وہ پہلے دیا جائے تو ظاہر ہے کہ اگر عوام میں اتنی استطاعت نہیں ہو گی تو نہ سود ملے گا اور نہ اس کا مرکب ملے گا اور نہ اصل قرضہ ملے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو انہیں oppose کرنے کی بجائے اس کو بحث کے لئے منظور کرنا چاہیئے تا کہ کوئی ایسی راہ نکلے۔ ٹھیک ہے کہ آپ کے ایم این اے اور سینیٹر اور جو آپ کے وزراء ہیں ان کو اپنی سیاسی مجبوریوں کی بنا پر آپ قرضے معاف کر دیتے ہیں یا ان کا احتساب نہیں کرتے ہیں، یا انہیں درگزر کرتے ہیں لیکن عوام بیچارے جو ہیں وہ اس چکی میں پس رہے ہیں، اصل رقم اگر کوئی دینا چاہتا ہے اور یکمشت دینا چاہتا ہے تو اس سے سود معاف کیا جائے تا کہ اس کی بھی جان چھوٹے اور آپ لوگوں کا بھی، جو اصل مال ہے وہ واپس آ سکے۔

جناب چیئرمین۔ اقبال حیدر صاحب آپ کچھ کہیں گے؟

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین کیونکہ رول ۷۵ کے مطابق یہ کسی ایک خاص واقعے سے متعلق نہیں ہے، ایک general practice ہے جو کہ کافی عرصے سے چل رہی ہے اور سود در سود کا معاملہ چونکہ عدلیہ کے سامنے زیرسماعت ہے اس لئے رول کے مطابق تو یہ ایڈجرنمنٹ موشن بنتا ہی نہیں ہے لیکن جہاں تک facts کا تعلق ہے میں یہاں پر یہ بیان دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ

by the year 1993-94 in respect of HBFC loans that all loans upto Rs. 30000/= and interest thereon taken before 1st July, 1987 would not be recovered from the widows

کہ جہاں تک بیواؤں کا تعلق ہے ان سے اس طرح کی recovery نہیں ہو گی۔

No. 2. Repayment of all loans from HBFC contracted at compound interest rates would now be payable on a simple interest basis. This concession, however, would be available only to the outstanding dues in future payments provided these were made on the due dates and no delay was caused. Third, the government would compensate HBFC for losses on this account because under HBFC rules there is no provision for such concession. So, these consessions have already been provided by our government and since the adjournment motion does not relate to any specific incident and is not maintainable under rule 75, I would request the honourbale member not to press it.

جناب چیئرمین۔ جی حافظ صاحب یہ فرما رہے ہیں، آپ نے سن لیا ہے ناں، کہ کچھ تو آپ نے جو باتیں کی ہیں وہ حکومت نے مان لی ہیں اور دوسرا وہ فنی وضاحت پر کہہ رہے ہیں

کہ یہ ایڈجرنمنٹ موشن نہیں بنتا گو معاملہ اہم ہے ------

حافظ حسین احمد ۔ نہیں جی، تعجب ہے کہ صرف بیوگی کی شرط لگا کر، اگر ایک ارب پتی کا شوہر مر جائے اور وہ بیوہ ہو جائے تو اس کے تمام قرضے معاف کر دیئے جائیں۔

سید اقبال حیدر ۔ نہیں تیس ہزار تک۔

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں، صرف تیس ہزار تک اور اس کے علاوہ آئندہ کے لئے سود در سود کے لئے آپ نے کہا ہے -----

سید اقبال حیدر ۔ وہ جو سود در سود ہے اگر انہوں نے due payment دے دی ہے تو وہ بھی چارج نہیں کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین ۔ انہوں نے کہا ہے کہ بیوہ کے لئے تو تمام سود معاف کر دیا گیا ہے تیس ہزار کے قرضے کے لئے اور آئندہ کے لئے سود در سود -----

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین میں اس کو پریس نہیں کرتا ہوں لیکن ان کے اس بیان سے شوہر جو ہیں وہ عدم تحفظ کا شکار ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ Thank you جی not pressed، حافظ صاحب کی ایک اور ہے جی نمبر ۲۶ جی ۔ Construction of digital exchange at Lahore.

iii) RE: CONSTRUCTION OF DIGITAL TELEPHONE EXCHANGE AT LAHORE.

حافظ حسین احمد۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم قومی مسئلے کو فوری طور پہ زیر بحث لایا جائے۔ روزنامہ جنگ لاہور ۲۸ مئی ۱۹۹۴ء کے مطابق مرکزی تار گھر لاہور میں بیس ہزار لائنوں کی نئی ڈیجیٹل ایکسچینج کی تنصیب کی ریہرسل کا ڈرامہ رچایا گیا لیکن عجیب بات ہے کہ یہ ڈرامہ وزیراعظم صاحب سے اسٹیج پر کرایا گیا اور خالی ایکسچینج کا افتتاح کروایا گیا اس تقریب پہ لاکھوں روپے خرچ ہوئے اور اسٹیج سے یہ اعلان کیا گیا کہ یہ ایکسچینج آج سے چالو ہوچکا ہے حالانکہ وہ اب تک بنا نہیں ہے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے جاری کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین۔ Opposed جی -

سید اقبال حیدر۔ Opposed جی، یہ تو بالکل بے بنیاد خبر ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں واقعاتی طور پر غلط ہے۔

سید اقبال حیدر۔ بالکل واقعاتی طور پر بھی غلط ہے۔

جناب چیئرمین۔ واقعات بیان کر دیں، کیا ہیں، اصلی بات کیا ہے۔

حافظ حسین احمد۔ میرے خیال میں، میں کوشش کرتا ہوں کہ روزانہ اخبار پڑھوں۔

اس کی کوئی تردید آج تک نہیں آ سکی۔

جناب چیئرمین۔ پہلے واقعات سن لیں کہ یہ کیا کہتے ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ جی واقعات اگر وہ سنا دیں۔

جناب چیئرمین۔ پہلے سن لیں، جی اصلی بات کیا ہے جناب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین جو اخبار میں اس طرح کی یہ خبر کسی غلط فہمی کی بنیاد پر شائع ہوئی ہے اس میں ایسی کوئی حقیقت نہیں کہ وزیراعظم کے سامنے اسٹیج کے اوپر اس طرح کا کوئی ڈرامہ رچایا گیا۔ جو کچھ وہاں پر اس کی opening ہوئی تھی وہ بالکل درست ہوئی تھی اور اس کے تحت مختلف لائنوں میں بڑی لمبی انہوں نے رپورٹ دی ہے کہ اس کے اوپر تو completion of the following activities is also being conducted afterwards یہ نہیں کہ وہ مکمل طور پر کوئی نا مکمل چیز تھی اور اس کا انہوں نے افتتاح کیا۔ کچھ facilities and activities are continuing to be implemented and they have been listed here but to say that the whole inauguration ceremony was a concoction or a drama is really most derogatory and I resent those words and there was no such things and factually it is totally incorrect.

جناب چیئرمین۔ جی حافظ صاحب وہ کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے واقعاتی طور پر۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں جی، وہ جو ڈرامہ وغیرہ کے الفاظ تھے وہ موقر اخبار کے الفاظ ہیں وہی میں نے نقل کئے ہیں، لیکن وہاں پر اعلان کیا گیا تھا وہ جو تقریب ہوئی تھی اس میں یہ کہا تھا کہ نئی exchange کا افتتاح ہو رہا ہے اور اس میں بیس ہزار لائنیں ہیں، حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام اخبارات نے اسے رپورٹ کیا ہے، یہ جو جنگ کا میں نے حوالہ دیا ہے اور کسی بھی اخبار میں آج تک تردید شائع نہیں کی جا سکی۔ اب یہ وزیر صاحب بیان کریں کہ وہ کتنی مزید لائنیں تھیں جن کا افتتاح کیا گیا۔ اسٹیج سے اعلان کیا گیا۔ کتنا خرچہ آیا۔ اور کیا کہا گیا کہ جناب کتنی نئی لائنیں جو ہیں اس exchange سے مہیا ہوں گی۔ یہ تو کہا گیا تھا کہ نئی ڈیجیٹل exchange اس کے ساتھ منسلک کی جا رہی ہے جس میں بیس ہزار لائنیں ہیں۔ حالانکہ ان تاریخوں میں کوئی بھی ایسی exchange مکمل نہیں ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی Law Minister صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ سر، میں واضح طور پر بیان دیتا ہوں، بغیر کسی شک و شبہ کے کہ بیس ہزار لائنوں کا ڈیجیٹل ایکسچینج جس دن وزیراعظم نے اس کا افتتاح کیا تھا اس دن وہ مکمل طور پر functional تھا اور اس کے loading of exchanges is always a gradual process اس میں gradually اس کو load کرتے ہیں۔ وہ جتنے کنکشن ملتے رہتے ہیں اس طرح سے اس کی لوڈنگ شروع ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ اس دن بیس ہزار لائنوں کے ایکسچینج کا وجود نہیں تھا یا وہ بالکل functional نہیں تھا وہ بالکل غلط ہے۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین صاحب، تیس ہزار لاٹوں کا الیجنج پہلے بھی تھا، اب بھی ہے یہ جو بیس ہزار کا افتتاح ہوا وہ کہاں گیا۔

جناب چیئرمین۔ وہ اضافی ہے، وہ کہتے ہیں، ہے، موجود ہے، چالو ہے۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں جی جو لوگ وہاں صارفین جو گئے ہیں باقاعدہ طور پر میں اس کے لیے ان کو ثبوت فراہم کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ چلیں وہ ثبوت لے آئیں۔

حافظ حسین احمد۔ کہ وہاں پر وہ گئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ جی کوئی ایسا نہیں ہوا ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں اگر کوئی ثبوت ہے تو وہ لے آئیں۔

حافظ حسین احمد۔ وہ تو سوئی گیس پر بھی ایک دفعہ ایسا ہوا تھا جی۔ وہ سلنڈر لے کر انہوں نے افتتاح کیا تھا۔ یہ تو مشہور واقعات ہیں۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال اس کا کوئی ثبوت لے آئیں۔

حافظ حسین احمد۔ بہرحال میں ان کے حوالے کر دوں گا۔

جناب چیئرمین۔ کیونکہ اصول تو یہ ہے کہ جب منسٹر صاحب کوئی بیان دیں تو مجھے وہ ماننا پڑتا ہے، واقعاتی طور پہ۔

حافظ حسین احمد۔ جناب وہ تو آپ کی مجبوری ہے، میں قسم کھاؤں کہ آپ نہیں مانتے۔

جناب چیئرمین۔ لیکن کوئی ثبوت لے آئیں تو دوبارہ کرلیں گے اس کو۔

حافظ حسین احمد۔ میں انشاء اللہ ثبوت لاؤں گا۔

Mr. Chairman: That brings us to the end of the Adjournment Motion. Next is deffered, next Dr. Rehan Sahib.

مولانا سمیع الحق صاحب کا بل ۔ موجود نہیں ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ Defer نہیں اس کو تو-------

جناب چیئرمین۔ کیوں، کیا کرنا ہے اس کا ۔

سید اقبال حیدر۔ وہ تو drop ہو گئی وہ تو dismiss ہو گئی۔

جناب چیئرمین۔ drop، نہیں اس کو دیکھ لیں rules میں کیا ہے

سید اقبال حیدر۔ Rules میں تو dismiss ہو گا defer نہیں۔

جناب چیئرمین۔ دیکھ لیں، دیکھ لیں کیا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ اگر ممبر موجود نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ دکھائیں کون سا ہے، کیا ہے۔ جو بھی ہے۔

Syed Iqbal Haider Sir, it has been always a general practice that the motion has to be moved by the member and when the member is not present then that motion is always dismissed.

Mr. Chairman: Where is it, please tell me.?

(Azan for Asr Prayers)

Mr. Chairman: Adjourned for 20 minutes.

[The House then adjourned for prayers]

[The House re - assembled after Asr prayers with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad)in the Chair]

جناب چیئرمین۔ اچھا تو وہ مسئلہ قابل کا میرا خیال ہے کہ رول میں تو کوئی واضح بات نہیں ہے لیکن ہماری پریکٹس یہ رہی ہے کہ ایسی چیز کو defer کر دیا جاتا ہے تو اس کو defer کرتے ہیں پھر دیکھ لیں گے ۔اس کے بعد ڈاکٹر ریحان صاحب۔

DISCUSSION ON THE NATIONAL INSTITUTE OF HEALTH ORDINANCE (AMENDMENT) BILL, 1992.

Dr. Muhammad Rehan: I move that the Bill further to amend the National Institute of Health Ordinance, 1980 [The National Institute of Health Ordinance (Amendment) Bill, 1992], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب چیئرمین ۔ تو یہ کیا ہے ڈاکٹر صاحب ؟ What is this Bill about? مختصر بتائیں گے کہ یہ کیا ہے ؟

ڈاکٹر محمد ریحان ۔یہ ۱۹۸۰ میں نیشنل انسٹیٹوٹ آف ہیلتھ کے بارے میں ایک آرڈیننس نافذ ہوا تھا جس کے ڈھانچے میں governing body کا چیئر مین ہیلتھ سیکرٹری ہوتا تھا اس کے بعد میں نے ۱۹۹۲ میں پرائیویٹ بل پیش کیا اس کے ذریعے سے میں نےیہ درخواست کی تھی کہ چونکہ ۱۹۸۰ میں کوئی elected bodies نہیں ہوتی تھیں اور اس لئے یا تو vacuum کو پر کرنے کے لئے اس کی ضرورت پڑ گئی اور چونکہ اب elected bodies موجود ہیں تو اس کے مطابق Elected Member of Parliament تو بورڈآف گورنر کا چیئرمین ہونا چاہئیے تو اس لئے میں نے یہ پیش کیا وہ refer ہوا Standing Committee of Health کو وہاں انہوں نے اس

کے ساتھ agree کیا۔ کہ ٹھیک ہے چیئرمین جو ہے ہیلتھ منسٹر ہونا چاہیے میرا تو سوال تھا کہ Member of the Parliament ہو۔ وہاں اس پر بحث ہو گئی کہ چیئرمین ہیلتھ منسٹر ہونا چاہیے کیونکہ day to day اس میں اگر problems پیدا ہوں یا کوئی ایسے مسائل پیدا ہوں تو ہیلتھ منسٹر جو ہے زیادہ efectively اس کو deal کر سکتا ہے تو جناب عالی وہ پاس ہو گئی اور اب ۔

Mr. Chairman: So not coming from the Standing Committee.

Dr. Muhammad Rehan: Sir, it has been sent back by the Standing Committee after giving due approval.

جناب چیئرمین۔اس میں اب procedure وہی ہو گا جو ایک normal بل کا ہوتا ہے۔ اس میں جو بات دیکھنے والی ہے وہ کر رہے ہیں کہ' Standing Committee کی recommendation سے ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ یہ بل Standing Committee میں منظور ہوا ہے اور اس نے amendment دی ہیں اور پھر وہ consider ہوتی ہیں اب اسٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کر دی گئی پہلے آج اس کی consideration کے لئے انہوں نے یعنی mover نے موشن پیش کی ہے گورنمنٹ کی طرف سے اس پر اعتراض نہیں ہوا ۔

جناب چیئرمین۔نہیں وہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں ان سے ۔ میں تو پوچھ رہا تھا کہ بل کیا ہے ۔ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ What is the Bill about? The point is that I just want to understand the procedure. وہ تو ٹیکنیکل بات ہے because I have not even asked کہ oppose کیا ہے یا کہ نہیں ؛ وہ تو میں نے سیدھا ان سے ہی پوچھ لیا کہ آپ یہ بتائیں کہ کیا کرنا ہے ۔ Because I want to understand the procedure correctly. اب اس میں گورنمنٹ بل جب جاتا ہے اسٹینڈنگ کمیٹی کے پاس When it comes back to the House, it is convessant work یہاں پر انہوں نے کہا ہے کہ decided to propose the following amendments تو اب انہوں نے بھی proposed کی ہیں amendment۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔دراصل اس میں پوزیشن تو یہ ہونی چاہیئے کہ جب سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ آتی ہے تو اسٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کے دو کالم ہوتے ہیں ایک میں دیتے ہیں بل as proposed ایک میں وہ دیتے ہیں بل as recommended by the Standing Committee تاکہ دونوں کا comparison کر کے دیکھ سکیں کہ mover نے propose کیا کیا تھا؛ اسٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کیا ہے ۔ اب mover نے تو جناب دو چیزیں move کیں ایک تو یہ کہ سینٹ یا نیشنل اسمبلی کا ممبر اس کا president ہونا چاہئیے۔ کمیٹی نے اس سے agree نہیں کیا۔ اورکمیٹی نے کیا کہ منسٹر فار ہیلتھ صدر ہونا چاہیے۔ دوسری بات انہوں نے تجویز کی تھی کہ دو آدمی یعنی دو سینیٹرز اس کے ممبر ہونے چاہئیں یا دو نیشنل اسمبلی کے ممبر۔ کمیٹی نے کہا two men from the public کسی کو جس کو گورنمنٹ مقرر کر دے۔ وہ انہوں نے تجویز کیا۔ ڈاکٹر صاحب کی original تجویز سے کمیٹی کی تجویز مختلف ہے۔ اب گورنمنٹ نے غالباً جو کمیٹی

تجویز کی ہے اس کو منظور کرانا چاہتی ہے اسی لئے حکومت نے اس کی مخالفت نہیں کی۔

جناب چیئرمین - نہیں وہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں ہے۔ That stage has not come. میں تو صرف understand کر رہا تھا That what I wanted to understand is, let me understand the procedure about the Bill before the House today یعنی کمیٹی نے changes recommend کی ہیں No, what is the Bill before the House as moved by recommend

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ فائنل وہ ہے جناب جو کمیٹی نے recommend کرکے بھیجا ہے۔ اب موشن ہی یہ ہے

The report of the Standing Committee should be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: So that means the Bill before the House today is the Bill as amended, as reported by the Committee. Therefore, if Dr. Rehan wants to go back to the original Bill .....

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ امنڈمنٹ دے سکتے ہیں جناب۔

جناب چیئرمین ۔ اگر وہ اس پر جانا چاہیں تو Then he has to move an amendment.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ امنڈمنٹ دے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ امنڈمنٹ آئے گی ۔ زیر غور آئے گی سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ دراصل یہ depend کرتا ہے اس پر کہ سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کیا ہے اور آیا وہ unanimous ہے یا mover نے اسے accept نہیں کیا ہے۔ اگر وہ unanimous ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ڈاکٹر ریحان نے کمیٹی کی ترامیم کو قبول کر لیا ہے۔ تب تو پھر وہ یہاں آئے گی as amended by the Standing Committee لیکن اگر ڈاکٹر ریحان نے اسے قبول نہیں کیا ہے تو پھر سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ اسی طرح آئے گی کہ original یہ تھا' سٹینڈنگ کمیٹی کی کنسیڈریشن یہ ہے اور یہ ہاؤس finally approve کرے گا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں۔ The point is کہ ہاؤس کے سامنے جو بل ہے وہ اس وقت کیا ہے۔ Is it one as amended or as original? اس کا فرق یہ ہوگا۔ that Dr. Rehan wants to go back to the original. He will have to move the amendment. Correct.

Syed Iqbal Hiader: The Committee is unanimous, one. Number two, the honourable mover of the Bill has not suggested any amendment. Only the other honourable Member is making such presumptions that he wishes to. So, the

Bill as proposed and approved by the Standing Committee is for consideration and we do not oppose that Bill and that may be put to vote if you like or there has to be debate and can be debated. The mover of the Bill is not making any amendment.

جناب چیئرمین ۔ اچھا۔ دوسری جو پروفیسر صاحب آپ نے بات کی Is there anything to support or were you saying just for my future understanding آپ نے کہا جی کہ اگر unanimous نہ ہو تو

then its adifferent situation. Is there anything to support what you are sayin either in the rules or in practice or anywhere?

پروفیسر خورشید احمد ۔ یہ تو جناب بالکل logical بھی ہے کہ ایک شخص نےایک بل move کیا ۔ اسے سٹینڈنگ کمیٹی نہ turn down کر سکتی ہے، نہ سٹینڈنگ کمیٹی اس میں امنڈمنٹ چینج کر سکتی ہے اور اگر وہ accept کر رہا ہے تو پھرجیسا یہاں ہے چونکہ ڈاکٹر ریحان صب اور سٹینڈنگ کمیٹی

they are pokering and this is no problem, if they are disagreeing, in geneal case, the mover has the right to come back to the House.

جناب چیئرمین ۔ نہیں ۔ He can come back by saying کہ جی میں امنڈمنٹ پھر دینا چاہتا ہوں۔ What is that to support what you are saying آئندہ کے لئے آپ دیکھ لیں۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ Logical situation یہی ہے کہ میرا بل سٹینڈنگ کمیٹی میں گیا اور میں نے اس سے disagree نہیں کیا۔

جناب چیئرمین ۔ یعنی luckily in this case تو کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن آئندہ کے لئے ذرا سٹڈی کریں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ میں دیکھ لوں گا جی۔

Mr. Chairman: So there appears to be no opposition to it.

جی شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل۔ جناب والا۔ پچھلا سیشن، سیشن نمبر ۵۱ ۲۶ مئی کو ختم ہوا ہے۔ اس کے بعد سیکریٹریٹ کی جانب سے ممبران کو ایک circular ملا ہے کہ pending کام ہاؤس کے سامنے کونسا ہے۔ اس میں آپ دیکھیں گے میرے پاس ہے۔ اس میں ہے کہ جو بھی موشن move ہوا ہے بل کا یا دوسرا۔ اس میں یہی ہے کہ report of the Standing Committee on production presented to Senate pending for discussion. یہ جتنے بھی ہیں وہ سارے، تو پہلے یہی ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ جو ہے وہ ڈسکشن کے لئے لائی جائے، اس پر ڈسکشن ہو تو اس کے بعد-----

جناب چیئرمین۔ رول بتائیں کہ کونسے رول کے تحت یہ بات کر رہے ہیں۔

جناب شہزاد گل۔ یہ تو آپ نے کہا ۔ سینٹ کا پروسیجر یہی ہے کہ جو رپورٹ آتی ہے وہ pending رکھ دی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں ایسے کبھی نہیں ہوا۔ سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ آتی ہے بلوں کے بارے میں، تو وہ اس کو amend کر کے بھیجتے ہیں پھر اس کو consider کیا جاتا ہے۔ This is the report of the Standing Committee on the Bill انہوں نے بل amend کر کے بھیجا ہے۔

جناب شہزاد گل۔ تو پھر اس رپورٹ کو ڈسکس کیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں ایسے کبھی ہوتا نہیں ہے ۔ پہلے کبھی ہوا نہیں ہے کہ پہلے رپورٹ کریں پھر بل کریں۔ اس میں اگر آپ بحث کرنا چاہتے ہیں تو بحث کی تو اجازت ہے ۔ جو بھی نقطہ نظر ہو آپ کا، لیکن اس وقت جو under consideration ہے۔

I think it is agreed, it is the Bill as amended by the Standing Committee.

جناب شہزاد گل۔ جناب والا جہاں تک اس بل کا بنیادی مقصد تھا تو سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کے بعد وہ بنیادی مقصد ختم ہو جاتا ہے ۔ بنیادی مقصد تو یہی تھا کہ یہ جو بل ہے ۔دی نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ آرڈیننس (امینڈمنٹ) بل ۱۹۹۲ء یہ بل جو ہے اس میں ڈاکٹر صاحب نے امینڈمنٹ دی کہ اس میں ہاؤس کے elected Representatives شامل ہوں۔

جناب چیئرمین۔ میری عرض سن لیں ۔ اس میں آپ کو حق ہے کہ آپ اس پر جو نقطہ نظر اپنائیں ۔ جب ڈسکشن اوپن ہو گی آپ جو بھی کہنا چاہیں کہہ سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات تو سب agree کرتے ہیں کہ اس وقت جس پر ڈسکشن ہو گی وہ بل ہو گا as reported by the Standing Committee.

جناب شہزاد گل۔ وہی ہے کہ mover جو ہے اس کا جو بل تھا اس پہ بات ہو لینے دیں کیونکہ وہ بل تو تبدیل ہو گیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ وہ تو ختم ہو گیا ہے ۔ تبدیل ہو گیا ہے ۔ اس میں کیا کریں اگر ہو گیا ہے۔ یہ بات صحیح ہے آپ کی کہ تبدیل ہو گیا ہے۔ لیکن پھر کیا کریں۔

جناب شہزاد گل۔ تو پھر اس پر کیا ڈسکشن کریں گے ۔ جب کہ اس کی منشاء کے خلاف ہے ۔ اس مقصد کے خلاف ہے ۔ پھر تو یہ ہے کہ اس کو اجازت دی جائے کہ اس کو واپس لے۔ ہاؤس میں اجازت دی جائے کہ اس کو واپس لے۔

جناب چیئرمین۔ میری بات سن لیں۔ آپ بیٹھیں ۔ آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ اگر mover اس کو پریس نہیں کرنا چاہتا he can ask for leave to withdraw or to move an amendment یہ ساری باتیں ہیں۔ لیکن میرے خیال میں یہ بات تو آپ تسلیم کریں گے کہ اس وقت جو ہم consider کریں گے وہ بل ہو گا as amended by the Standing

اس کے بعد move کیا کرنا چاہتے ہیں ان کو اختیار ہے وہ جو مرضی کریں۔ Committee.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب clause کے بارے میں جو amendments آتی ہیں وہ یہی amendments آتی ہیں in clause so and so as recommended by the Standing Committee on so and so for words so and so, the following be substituted امنڈمنٹ ہی یہی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ مسعود کوثر صاحب آپ کیا فرماتے ہیں۔

سید مسعود کوثر۔ یہ رول ۹۱ جو ہے یہ deal کرتا ہے کہ Where a Bill has been referred to a Select Committee and I think it is a Select Committee and not a Standing Committee

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں سٹینڈنگ کمیٹی میں گیا ہے۔

سید مسعود کوثر۔ اس کا تو procedure یہی ہے کہ ----

جناب چیئرمین۔ یہ آپ کون سا پڑھ رہے ہیں۔

سید مسعود کوثر۔ میں ۹۱ پڑھ رہا ہوں جی۔

جناب چیئرمین۔ یہ سلیکٹ کمیٹی کا ہے یہ سلیکٹ کمیٹی میں تو نہیں گیا۔ اس لئے یہ applicable نہیں ہے۔ آپ امداد اعوان صاحب کیا فرماتے ہیں؟

Mr. Imdad Ali Awan: Rule 87 is clear on this point Sir. It says (1) When a Bill has been received back from the Standing Committee, or when the time fixed for the Standing Committee to send it back has expired, the Secretary shall cause copies of the Bill as introduced, together with modifications, if any, recommended by the Standing Committee, to be supplied to each member within seven days after the receipt back or, as the case may be, expiry of time and shall set down the Bill on the Orders of the Day for a day meant for government business or on a day meant for private members business according as the Bill, is a government Bill or private member's Bill for motion under rule 88. Now, after the return of the Bill by the Standing Committee, the Rule 88 and 87 ...

جناب چیئرمین۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ you are agreeing with this that the Bill as amended by the Standing Committee.

Mr. Imdad Ali Awan: Yes. Now, Rule 88 says: (1) On the day for which a Bill is set down under Rule 87, or on any subsequent day to which the matter might have been adjourned, the member-in-charge may make any of the following motions in regard to the Bill, namely:-

(a) that it be taken into consideration on a date to be fixed forthwith;or

(b) that it be referred to a Select Committee; or

(c) that it be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon.

(2) At this stage amendments to the Bill may not be moved, but.-

(a) if the member-in-charge moves that the Bill be taken into consideration any member may move as an amedment that the Bill be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by a date to be specified in the motion; or

(b) if the member-in-charge moves that the Bill be referred to a Select Committee, any member may move as an amendmet that the Bill be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by a date to be specified in the motion.

(3) Where a motion that a Bill be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon is carried and the Bill is circulated in accordance with that direction and opinions are received thereon, the member-in-charge, if he wishes to proceed with his Bill thereafter, may move that the Bill be referred to the Standing Committee concerned or Select Committee or that it be taken into consideration."

It is very clear.

جناب چیئرمین ۔تو اس میں صورتحال یہ ہے کہ جی

The Bill is as it is,

اب اگر ممبر چاہیں تو as I said کہ withdraw بھی کر سکتے ہیں اس کو amend بھی کر سکتے ہیں۔

Syed Iqbal Haider: No, Sir, 88 is very clear.

جناب چیئرمین ۔ ہاں کیا ہے وہ ۔

Syed Iqbal Haider: That motion has already been filed in the office of this august House and that motion is the part of the Orders of the Day which says that this Bill be taken into consideration at once. So the clause (1) has already been opted by the member-in-charge.

اس کے بعد ہے اور----------

جناب چیئرمین ۔ نہیں وہ یہ بھی تو کر سکتے ہیں کہ he does not move the motion

Syed Iqbal Haider: No. Sir, he has already moved that motion also.

Mr. Chairman: Just to understand the thing he may just not read it and say

کہ جی میں نہیں کرتا ۔ میں move نہیں کرتا۔

Syed Iqbal Haider: Sir, the leave to withdraw that motion will have to be moved then because this item No. 4 has come on the Orders of the Day on a motion moved by the member-in-charge and not otherwise. Sir, the reports of the Standing Committee are not brought on the Orders of the Day unless a motion is moved for taking it into consideration at once. So the honourable Member has already opted for consideration at once.

جناب چیئرمین ۔ہاں ۔ لیکن ۱۰۴ پڑھیں ناں۔ یہ بھی relevant ہے۔

The member-in-charge of a Bill may at any stage of the Bill move for leave to withdraw the Bill.

یعنی وہ تو کسی stage پر بھی کہہ سکتا ہے کہ جی I want to withdraw the Bill۔

Syed Iqbal Haider: That is another issue, Sir. For that he will have to move a motion. But Sir, in this particular case the member has not only moved a motion in the office of this august House but also pursued that motion before you today.

Mr. Chairman: No, what I am saying is

کہ ان کو اختیار تو کسی stage پر بھی ہے ۔ Third Reading پر بھی کہہ سکتے ہیں کہ I want to withdraw اگر ہاؤس agree کرے تو۔

سید اقبال حیدر۔ جی جی at any statge

Mr. Chairman: So now we are clear abour the procedure,

تو اب کیا کرنا ہے؟

Syed Iqbal Haider: Sir, it may be passed.

Mr. Chairman: You want it to be passed.

جی چوہدری محمد انور بھنڈر صاحب آپ کیا کہتے ہیں ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب رپورٹیں ہماری پیش ہوں اس کے ساتھ بھی دونوں چیزیں ہوں ۔ Bill as introduced اور Bill as reported by the Standing Committee اس وقت لیکن الگ الگ رپورٹیں ہیں ۔ وہ الگ ہے وہ الگ ہے ۔ لیکن پرانے وقت میں یہ ہوا کرتا تھا جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ ایک tabulated form میں دونوں بل as moved by the mover and bill as reported by the Standing Committee دو کالز میں آتے تھے جس سے ممبر صاحبان کو یہ سہولت تھی کہ ان کاموازنہ ہو سکتا تھا کہ کہاں کہاں ترمیم آئی ہے ۔ بلکہ اس حد تک بھی complete رپورٹیں کمیٹی کی آتی تھی کہ جہاں جہاں

اینڈمنٹ ہوتی تھی وہاں وہ bold letter سے یا انڈر لائن کرتے تھے تا کہ یہ سمجھنے میں آسانی ہو کہ محرک نے کیا move کیا تھا اور یہ اینڈمنٹ کیا ہے سٹینڈنگ کمیٹی کی اس سے سمجھنے میں سہولت ہوتی ہے ۔ اس لئے سٹینڈنگ کمیٹیز آئندہ کے لئے میری یہ تجویز ہو گی کہ اس فارم میں tabulated form میں دونوں کو آمنے سامنے رکھا کریں تا کہ ممبروں کو ان کی اینڈمنٹ کو سمجھنے کے لئے بھی اور موشن دینے کے لئے بھی سہولت ہو ۔ اور جہاں تک تعلق ہے withdraw کرنے کا' withdraw تو وہ کسی سٹیج پر کر سکتے ہیں ۔ لیکن انہوں نے withdraw نہیں کیا موشن موو ہو چکی oppose نہیں ہوئی اس لئے وہ موشن کی first reading تو unopposed ہے۔

جناب چیئرمین۔ ووٹ تو پھر بھی ہو گا ووٹنگ تو کرنی ہو گی ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ اگر oppose نہیں ہوئی تو ووٹ نہیں ہو گا میرا یہ خیال ہے کہ اگر oppose ہو گا تو پھر ووٹ ہو گا ۔

جناب چیئرمین۔نہیں۔

جناب شہزاد گل۔ رول ۱۰۴ کے تحت ڈاکٹر صاحب نے ہاوس کے view کے لئے پیش کیا کیونکہ جو اوریجنل بل تھا وہ سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ سے زیادہ بہتر تھا ۔ یعنی سٹینڈنگ کمیٹی نے جو رپورٹ بھیجی ہے اس سے اوریجنل بل زیادہ اچھا تھا یہ تو بہت سخت بن گیا ہے۔ اس وجہ سے ہم ڈاکٹر صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ بل کو withdraw کرنے کے لئے move کریں ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب سپیکر oppose نہیں ہوا اس پر ڈسکشن ہو جائے اور آپ ہمیں موقع دیں کہ ہم اس میں اینڈمنٹ کر سکیں۔

جناب چیئرمین۔ پوائنٹ یہ ہے I am looking at it like this کہ ڈاکٹر صاحب نے بل move کیا اب جس طرح وہ اینڈ ہوا ہے He does not want to pursue it. گورنمنٹ کے پاس اختیار ہے کہ وہ اپنا بل بھی لا سکتے ہیں ۔ اور یہ تو پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پتہ نہیں اس کی کیا حالت ہوتی ہے ۔ If the government wants to make these amendments وہ خود بھی لا سکتے ہیں تو Why do you go into unnecessary thing like this?. یعنی آپ پرائیویٹ ممبر بل کریں گے پھر وہاں نیشنل اسمبلی میں جائے گا وہاں اس کا کوئی والی وارث ہو گا یا نہیں ہو گا۔

you know, if you are keen on these amendments , why dont you bring your own amendments?

سید اقبال حیدر ۔ ایک حل میرے ذہن میں ابھی ابھی آیا ہے کہ معزز رکن کی شکایت یہ ہے کہ اس میں ایک ممبر سینٹ اور ایک ممبر نیشنل اسمبلی کی بجائے دو public representative ہوں اگر یہ چاہیں It is just for consideration , loud thinking, تو ہم یہ یقین دہانی بھی کرا سکتے ہیں کہ یہ جو public representative ہوگا یہ ایک سینٹ سے ہو گا ایک

نیشنل اسمبلی سے ہو گا۔

Prof. Khurshid Ahmed: This is part of law.

جناب چیئرمین ۔ وہ توٹھیک ہے Let us say, this bill is passed. Then it will go to the National Assembly.

Syed Iqbal Haider: This will go to the National Assembly.

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے وہاں پر کون اس کو سنبھالے گا You will have to find some other sponsor تو Why don't you bring your own amendment.

سید اقبال حیدر۔یہ non- controversial issue ہے

جناب چیئرمین۔ I am just suggesting because اس کا procedure یہ ہو گا۔ Then some other Private Member....

Syed Iqbal Haider: Sir, I am ready for all suggestions

جناب چیئرمین۔ڈاکٹر صاحب آپ کیا چاہتے ہیں

Dr. Muhammad Rehan: Sir, after hearing lengthy discussion of my colleagues, in the light of that, I seek leave of this Honourable House to withdraw the Bill.

Mr. Chairman: Honourable Senator Dr. Rehan has moved for leave to withdraw the Bill i.e., the Bill further to amend the National Institute of Health Ordinance, 1980 [the National Institute of Health Ordinance (Amendment) Bill, 1992], as reported by the Standing Committee.

(The Bill was withdrawn)

Mr. Chairman: The Bill stands withdrawn. Next we come to , further discussion on resolution by Yahya Bakhtiar Sahib No.6.

یہ ریزولیوشن ہے کیوں جی گورنمنٹ کی جانب سے اس پر کیا ہے؟

سید اقبال حیدر۔معزز اراکین جنہوں نے اپنی ابھی تقاریر ختم نہیں کیں تھی اگر وہ ابھی بھی ممبران ہیں سینٹ کے تو ان کو موقع دے دیں۔

Mr. Chairman: No, what is your opinion? Do you support this resolution or you don't support this resolution?

سید اقبال حیدر۔ اس کے اوپر ڈسکشن conclude نہیں ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ conclude تو نہیں ہوا لیکن اگر آپ کچھ بتا دیں تو پھر کام جلدی ہو جائے گا۔

سید اقبال حیدر۔ اس کے اوپر ہم اپنے اراکین سینٹ کو اعتماد میں لے کر بات کریں گے۔

جناب شہزاد گل۔ اس میں آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔

جناب چیئرمین۔اس میں جھگڑا ہو گیا تھا۔

جناب شہزاد گل۔ اس میں ایک ممبر کی نامزدگی پر اقبال حیدر صاحب کو(اس وقت یہ اپوزیشن میں تھے ان کو اعتراض تھا اس وجہ سے وہ کمیٹی جو تھی وہ عمل میں نہ آ سکی پھر آپ کو اختیار دیا گیا تھا کہ آپ لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کے ساتھ صلاح مشورے کے بعد ایک کمیٹی بنے۔

جناب چیئرمین۔اس میں مجھے یاد ہے میں نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔

جناب شہزاد گل۔ جسٹس ذکی الدین پال کی نامزدگی پر اقبال حیدر صاحب نے اعتراض کیا تھا کہ اس کو ہم کسی صورت میں بھی کمیٹی میں نہیں لانا چاہتے اس وجہ سے پھر وہ ملتوی ہوا اس کےبعد آپ کو اختیار دیا گیا کہ آپ لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کے ساتھ صلاح مشورے کےبعد ایک کمیٹی تشکیل دیں اور اسے ہاؤس میں announce کریں۔

جناب چیئرمین۔پھر اس میں کوئی جھگڑا ہوا۔ کیاتھا؟

جناب شہزاد گل۔ آپ کے اختیار پر جھگڑا نہیں ہوا تھا۔ آپ کو اختیار دیا گیا تھا وہ اپنی جگہ پر ابھی تک بحال ہے اسے کسی نے withdraw نہیں کیا اور نہ اس پر کوئی جھگڑا تھا۔ صرف ممبران کے ناموں پر جو announce ہوئے تھے، ہاؤس میں جو سنائے گئے تھے ان میں بعض ناموں پر اعتراض تھا۔ تو آپ کا اختیار اب بھی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ ذرا دیکھیں، وہ ریکارڈ مجھے نکال کر دکھائیں کہ اس میں کیا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ ریکارڈ نکال کر رکھ لیں اور اگلے ہفتے اس پر بحث کر لیں۔

جناب چیئرمین۔ اس کو ذرا دیکھ لیتے ہیں آپ بھی اس پر سوچ لیں ۔

سید اقبال حیدر۔ ٹھیک ہے ۔ وہ ریکارڈ آپ کو دکھا بھی رہے ہیں اسے دیکھ لیں ۔

جناب چیئرمین۔ریکارڈ نکال کر رکھ لیں اگلے ہفتے اسے دیکھیں گے ۔

So we will take it up next week. Next is discussion on the following motion moved by Syed Fazal Agha.

فضل آغا صاحب یہ ہے کوئی پرائمری ایجوکیشن پہ آپ کی موشن تھی اس پر discussion تو شروع نہیں ہوئی تھی؟

DISCUSSION ON THE COMMENCED MOTION RE: THE STANDARD OF PRIMARY EDUCATION IN THE COUNTRY,PARTICULARLY IN THE PROVINCE OF BALOCHISTAN

سید محمد فضل آغا ۔ discussion ابھی نہیں ہوئی introduce ہوا تھا ۔

جناب چیئرمین۔ اچھا تو پھر آپ فرمائیں اس پر کیا فرمانا ہے ۔

سید محمد فضل آغا ۔ میں عرض کروں گا جناب چیئرمین کہ یہ میں نے اس لئے move کیا ہے کہ اس وقت پاکستان کے اندر عام طور پہ تعلیم کا جو standard ہے اور جو حالت ہماری ہے وہ سب کے سامنے ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین میں سے کوئی بھی ایسا شخص یہاں تشریف نہیں رکھتا ہو گا جو پاکستان کے اس وقت تعلیمی ماحول سے اور standard سے مطمئن ہو گا اور اسی نکتے کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے گزارش کی تھی کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور قومی مسئلہ ہے۔ کیوں کہ بنیادی ضرورت ہماری تعلیم کی ہے جب تک صحیح بنیادوں پہ ہماری پرائمری تعلیم استوار نہ ہو میں نہیں سمجھتا کہ آگے کالج یا یونیورسٹی لیول پہ ہم اچھے گریجویٹس produce کر سکتے ہیں۔ تعلیم آپ کے سامنے ہے کہ تعلیم کے لحاظ سے دنیا کے ملکوں میں پسماندہ ترین ملکوں میں پاکستان کا شمار ہے جو کہ ندامت اور شرم کی بات ہے اور ہمارا شمار دنیا کے سب سے یعنی جو دنیا کے جنہوں نے نمبرز لگائے ہیں ایجوکیشن کے حساب سے پاکستان سب سے نیچے ہے ۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور قابل غور بات ہے ۔ ان سب وجوہات کو سامنے رکھتے ہوئے ضرورت یہ محسوس کی گئی تھی کہ اس پہ ہاؤس میں ایک بامقصد بحث ہو اور گورنمنٹ کی توجہ اس طرف دلائی جائے تاکہ پرائمری ایجوکیشن کی طرف خاطر خواہ توجہ دی جا سکے ۔ اس لئے کہ تعلیم مکمل کئے بغیر اور تعلیم کا مقصد صرف ڈگری اور سرٹیفکیٹ حاصل کرنا نہیں ہے جیسا کہ آج کل گریجویٹس ہاتھ میں لے کر پھر رہے ہیں اور نوکریوں کی تلاش میں ہیں ۔ کوئی بھی گورنمنٹ آئے ان کو پریشان ہونا پڑتا ہے اس لئے کہ سب ہی یہ احسان جتاتے ہیں کہ جی ہمارے پاس سرٹیفیکیٹس اور ڈگریاں ہیں۔ لیکن ان کے دماغوں میں یا جس کو ایجوکیشن کہنا چاہئیے، تعلیم کہنا چاہئیے وہ میں سمجھتا ہوں کہ نہیں ہے ۔

[اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین (جناب میر عبدالجبار) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے]

اس کا بڑا فقدان ہے اور نااہلی کی انتہا ہو گئی ہے اس ملک میں۔ تو یہی میں سمجھتا ہوں کہ اس وجہ سے اس پہ بحث ہونی چاہئیے اور امید ہے کہ پورا ہاؤس اس میں حصہ لے گا اور منسٹر صاحب اس کا نوٹس لیں گے اور پھر اس کے بعد گورنمنٹ کو کوئی صحیح معنوں میں سفارش کریں گے اور موجودہ گورنمنٹ کی جس طرح بظاہر تو ہمیں ٹی وی پہ اخباروں میں عندیا دیتے رہتے ہیں کہ ہم ایجوکیشن کی طرف زیادہ توجہ دے رہے ہیں اور شاید بجٹ میں تھوڑی سی کچھ percentage کے حساب سے انہوں نے allocation بھی announce کی ہے لیکن ان سب چیزوں کا صحیح معنوں میں استعمال ہونا بھی بہت ضروری ہے ۔ اس پرائمری ایجوکیشن کی طرف آتے ہوئے سر اگر آپ دیکھ لیں تو آج کل پرائمری ایجوکیشن سیکٹر میں جتنے افراد کو لگایا جاتا

ہے وہ صرف اور صرف بیروز گاری کو مدنظر رکھ کے لوگوں کی appointments ایجوکیشن سیکٹر میں کی جا رہی ہے جو کہ بہت زیادتی اورظلم ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ قومی نقطہ نگاہ سے تعلیم کے area سے بڑھ کر کوئی بھی دوسرا area اہمیت کا حامل نہیں ہو سکتا اور تعلیم کے لئے جو اساتذہ کا تقرر ہوتا ہے اس کے لئے باقاعدہ امتحان ہونے چاہئیں اور ان کے ساتھ ساتھ ان کی qualification کو دیکھنا چاہئیے ۔ ان میں competition کرانا چاہئیے ۔ میرے اپنے مشاہدے کی بات ہے کہ جب کسی صاحب کو کہیں بھی نوکری نہیں ملتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ بابا اس کو ٹیچر لگا دو ۔ یعنی سب سے آسان نوکری جو ہے وہ ماسٹر کی ہے کہ ماسٹر لگا دو تنخواہ ملتی رہے گی یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے ۔ کسی اور محکمے میں کسی اور جگہ پہ تو آپ لوگوں کو کھپائیں لیکن خدارا اس تعلیم کے محکمے کو بے پدر و مادر اور بے دست و پا اور بے یارو مددگار اس کو اتنا neglect نہ کریں کہ اس میں جو بھی آپ کے ساتھ نااہل سٹاف ہے جس کو کہیں نوکری نہیں ملتی ہے جو بھی بندہ آپ کے پاس آتا ہے اس کو کہتے ہیں کہ چلیں جی پرائمری سیکٹر میں اس کو ماسٹر لگا دیں ۔ تو یہ میں گورنمنٹ کے نوٹس میں بات لانا چاہتا ہوں کہ ہم نے دنیا میں بھی دیکھا ہے۔ اقبال حیدر صاحب مجھے شاہ صاحب کی توجہ کی ضرورت ہے ۔

بہت اہم پالیسی پر بات ہو رہی ہے ۔ تو میں نے شاہ صاحب سے سپیشل گزارش کی تھی کہ آپ تشریف رکھیں چونکہ مسئلہ بہت اہم ہے ہمارے اور آپ سب کے لیے بہت اہم ہے یہ کوئی پارٹی ازم کا مسئلہ نہیں ہے ۔ہم نے دنیا میں بھی دیکھا ہے جو بہت پسماندہ ممالک ہیں جیسےکہ تھائی لینڈ ہے یا اور بھی جیسے انڈیا ہے بنگلہ دیش ہے جتنے بھی ممالک ہیں ان میں اگر آپ دیکھیں تو کم از کم پرائمری سطح تک کے لیے انہوں نے کم از کم تعلیم بی اے بی ایس سی رکھی ہوئی ہے ۔ فرسٹ ڈویژ ن کے ساتھ وہ مقابلے کا امتحان کراتے ہیں ۔ لیکن ساتھ ساتھ پرائمری سکولز کے ایجوکیشن سٹاف کے لیےگو رنمنٹ نے سہولت بھی دی ہے ۔ اور ان کی تنخواہیں بھی ساڑھے تین سے لے کر ساڑھے چار ہزار تک ہوتی ہیں اور acccomodation بھی گورنمنٹ نےمہیا کی ہوئی ہے ۔ اس لیے گریجویٹس کو اگر آپ competition کرا کے آپ پرائمری سکول میں لانا چاہتے ہیں ۔ تو کم از کم اس کو status consciousness میں مبتلا نہ کریں اس کا وہ status آپ اتنا بڑھائیں کہ وہ آدمی فخر محسوس کرے کہ میں قوم کے معماروں کو پڑھانے جارہا ہوں میری تنخواہ بھی باقی لوگوں سے زیادہ ہے اور جس گاؤں میں میں جاتا ہوں مجھے وہاں رہائش کی اور دوسری آسائشیں بھی میسر ہیں تاکہ دلجمعی سے کام کر سکوں لیکن اس کے لیے کم از کم تعلیم جو ہے وہ بی اے بی ایس سی فرسٹ کلاس ہونی چاہیے ۔ اور اس کی competition ہونی چاہیئے اور اگر یہی سلسلہ ہم نے رکھا کہ جو بھی میٹرک پاس سامنے آیا ایف اے پاس سامنے آیا تھرڈ ڈویژن والا سامنے آیا چاہے میں ہوں چاہےکوئی اور ہم نے کسی بھی ایجوکیشن وزیر کے سامنے چاہے صوبائی سطح پرہے یا فیڈرل لیول پر سفارش کردی کہ جی اس کو ماسٹر لگا دیں اس کی تنخواہ لگ جانے گی تو پھر ہم اس قوم کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں اس لیے کہ میرا اپنا یہ عقیدہ ہے مجھے یہ دکھ ہے کہ چونکہ ہم ایسے گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے کہ ہم دیہات میں رہتے ہیں ۔ ہماری پرائمری تعلیم دیہاتوں میں ہوئی ہے ۔ آج ہمارے بھائی

کچھ ایسے بھی یہاں بیٹھے ہیں جو Atchison, Oxford اور انگلش میڈیم کے پڑھے ہوئے ہیوہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس قوم کی خدمت زیادہ بہتر طریقے سے کرسکتے ہیں لیکن بسا اوقات ہم انکی کو محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں پرائمری سطح پر صحیح تعلیم نہیں دی گئی لیکن جی آج اور ۵۰ میں بہت فرق ہے اس وقت جو استاد تھے وہ بڑے قابل احترام تھے اور بہت محترم تھے ۔ اور بہت محنت کر کے پڑھاتے تھے آج ہم نے ایجوکیشن کو بھی politicize کردیا ہے اور وہاں بھی polarisation کردی اور وہاں بھی ہم نے پارٹی ورکرز کو کھپانے کی کوشش کی میرا مطلب کسی خاص پار ٹی سے نہیں ہے ۔پورے پاکستان کی جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں جن جن کو جہاں پر موقع ملتا ہے وہ اپنے ورکرز کو کھپانے کے لیے کچھ اور نہ ہو توایجوکیشن میں ڈ ال دیتے ہیں تو میں اس پورے ہاؤس سے درخواست کرتاہوں اور تمام ساتھیوں سے کہ خدارا اس قوم کو تباہی سے بچایا جائے ۔ اس قوم کو کسی طرح بھی اس مصیبت سے نکالا جائے اور اور اس کا واحد یہی طریقہ ہے کہ آپ پرائمری ایجوکیشن کو improve کریں ۔

اور دوسری بد قسمتی یہ ہے جی کہ ہم نے ملک میں privatization کو دیکھ لیا اور ایک لحاظ سے تو یہ ٹھیک ہے کہ گورنمنٹ کی مدد ہو جاتی ہے۔ لیکن دوسری طرف سے دیکھیں کہ پرائیویٹ اداروں کا ایک بزنس بن گیا ہے ۔ اور جو well to doلوگ ہیں اور پاکستان میں آپ کی دعا سے اور آپ دیکھتے ہیں کہ کرپشن بہت عام ہے ہر آدمی کوشش کرتا ہے کہ unfair meansسے پیسے بنا لے ۔ اور جو لوگ اس طریقے سے پیسے نہیں بنا سکتے ۔ یہ انہی لوگوں کے ہی بچے ہیں جو گورنمنٹ کے سکولز میں جاتے ہیں اور باقی سب لوگوں کی یہ کوشش ہے کہ۔ اپنے بچوں کو پرائیویٹ اداروں میں بھیجا جائے ۔ وہاں کم ازکم ماہوار خرچہ ۵۰۰ سے لیکر ۱۵۰۰ سو تک آتا ہے جو ایک غریب آدمی کلاس فور کی کلاس تھری کی یا اس سے اوپر جو لوگ ہیں گریڈ ۱۷ یا گریڈ ۱۸ جو دیانتدار رہنا چاہتا ہے ان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ پرائیویٹ اداروں میں اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ لیکن بدقسمتی سے ناجائز ذرائع سے کسی بھی وجہ سے ہم سو سائٹی کو مجبور کرتے ہیں ۔ ہم نے ملک کے اندر جو یہ دو معیار رکھے ہوئے ہیں کہ جی ہم انگلش میڈیم میں بھی پڑھا رہے ہیں اور اردو میں بھی پڑھا رہے ہیں۔ ہم نے پوری قوم کو احساس کمتری میں ڈ ال دیا ہے ۔ اس لیے کہ جن کے پاس دو چار پیسے ہیں ان کی کوشش ہوتی ہے کے اپنے بچوں کو انگلش میڈیم میں پڑھائیں اور اس کے لیے کہیں سے بھی جائز ہو یا نا جائز وہ پیسے بنا نے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اور جو غریب ہیں وہ در بدر ہیں جن کی کوئی رسائی نہیں ہے ۔ ملک کے بچے مجبوراً گورنمنٹ کے سکولز میں جاتے ہیں اور گورنمنٹ سکولز کی حالت یہی ہے جو میں نے بیان کی ہے کہ ہم اپنی سیاسی دکان چمکانے کے لیےاپنے ورکرز کو اگر کہیں بھی نوکری نہیں دلا سکتے تو ہم ان کو گو رنمنٹ کے سکولز میں نو کری دلاتے ہیں ۔

اب یہ ایک بڑا مسئلہ ہے ۔ پرائمری سکولز کی طرف توجہ کی ضرورت ہےہمیں قوم کو طبقاتی انداز میں تقسیم نہیں کرنا چاہئیے ۔ اور طبقاتی تقسیم اسی سطح سے شروع ہو جاتی ہے ۔ جو آدمی سرمایہ دار ہے اس کی کوشش ہے کہ اس کا بیٹا اچھے اسکول میں پڑھے ۔ اور جو غریب ہے جو در بدر ہیں جن کی کوئی رسائی نہیں ہے ان کے بچے مجبوراً گورنمنٹ سکولوں میں جاتے ہیں۔ اور

گورنمنٹ سکولوں کی حالت یہی ہے جو میں نے آپ سے عرض کی ہے کہ ہم اپنی سیاسی دکان چمکانے کے لئے ، اپنے ورکرز کو اگر کہیں بھی نوکری نہیں دلا سکتے تو ہم گورنمنٹ میں ان کو نوکری دلاتے ہیں۔ ایک تو جناب یہ بڑا draw back ہے ۔ پرائمری ایجوکیشن کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ ایک similar pattern ہونا چاہیئے۔ اس قوم کو ہمیں طبقاتی اندار میں تقسیم نہیں کرنا چاہیئے، طبقاتی تقسیم اسی پرائمری ایجوکیشن سے ہی شروع ہو جاتی ہے ۔ جو آدمی جتنا سرمایہ دار ہے اس کی کوشش ہے کہ اس کا بیٹا اتنے ہی اچھے institution میں پڑھے اور جو غریب ہے ، میں سمجھتا ہوں اس ملک میں ۸۰ سے ۹۰ فیصد لوگ غریب ہیں۔ جو lower middle class سے تعلق رکھتے ہیں یا middle class سے تعلق رکھتے ہیں ۔ Middle class کا بندہ اپنے بچوں کو private institutions میں یا جن کی فیسیں 500/= سے 1500/= تک ہیں ان میں نہیں پڑھا سکتے۔ میری خورشید صاحب سے گزارش ہے کہ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ملک میں ایک uniform system ہونا چاہیئے۔ کم از کم ایجوکیشن اور ہیلتھ دو ایسے sectors ہیں جس میں امیر اور غریب کو ایک جیسی سہولتیں مہیا ہونی چاہئیں۔ اگر اس ملک میں اسلامی حکومت ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم مساوات لانا چاہتے ہیں اور لوگوں کو انصاف دینا چاہتے ہیں تو ایجوکیشن اور ہیلتھ یہ دونوں بنیادی ضرورتیں ہیں اس میں ہر بندے کی رسائی ایک جیسی ہونی چاہیئے اور اس پر سوچنا چاہیئے۔ تیسری گزارش یہ ہے کہ سکول کا جو curriculum ہے جو syllabus ہے پرائمری سکول کا ، وہ ہر سال پتا نہیں کس westage interest کی وجہ سے ، چاہے provincial level پر ہو چاہے federal level پر ہو ، تبدیل ہوتا رہتا ہے اور بچوں کے سر پر اتنی کتابیں لادی ہوئی ہوتی ہیں کہ ان کی کتابوں کا گننا ہی مشکل ہو جاتا ہے ان کا پڑھنا تو اپنی جگہ پر ہے ۔ تو میری گزارش ہے کہ اس پر صحیح معنوں میں curriculum کے لئے intellectuals کو بٹھائیں کیونکہ بچوں کو بنیادی طور پر ، پرائمری سطح پر تو آپ نے conception دینا ہوتا ہے ۔ جب ان کا بنیادی conception صحیح نہیں بنتا ، وہ آگے جا کر ایجوکیشن میں کچھ نہیں کر سکتے ہیں ۔ اور اگر آپ ان پر کتابوں کی گٹھری لادیں اور دنیا جہاں کی ساری چیزیں اس میں ڈال دیں اور پرائمری level پر expect کریں کہ بچہ سب کچھ سیکھ جائے تو وہ سب کچھ تو نہیں سیکھ سکتا ہے ، رٹا لگا کر بیٹھ جائے گا ۔ اور رٹے کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تک ہم کچھ نہیں کر سکے ۔ ما سوائے چند exceptions کے جو ملک کے اندر نامور educationist ہیں یا scientist ہیں۔ Otherwise سب کہنے کو ہی ہیں سارے ڈاکٹرز ہوں یا انجینئرز ہوں یا سول ایڈمنسٹریٹرز ہوں یا کسی بھی فیلڈ میں آپ چلے جائیں ہم کہنے کو تو کہلاتے ہیں باقی ہمارے پاس جس طرح ہونا چاہیئے mature minded لوگ یا intellectuals وہ نہیں ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان پر primary level پر صحیح توجہ نہیں دی ہے کیونکہ primary level پر یعنی basics پر جب تک ان کا conception نہیں بنے گا تو بات نہیں بنے گی ۔ تو گزارش یہ ہے کہ curriculum کو صحیح معنوں میں دیکھا جائے، نفسیات کو سمجھا جائے اور پھر اس کے بعد بنیادی یعنی جو بالکل ہی unavoidable قسم کی چیزیں ہیں primary level تک صرف وہی چیزیں curriculum میں رکھی جائیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہر سال سلیبس یا ہر دو سال کے بعد

سلیبس تبدیل ہوتا ہے اس کے لئے آپ کو بار بار اساتذہ کو trained کرنا پڑتا ہے اور سکولوں میں بھی نئی کتابیں لانی پڑتی ہیں اور سٹاف کے لئے بھی problem ہوتا ہے ' بچوں کے لئے بھی problem ہوتا ہے ۔ اور اتنی کتابیں ضائع ہو جاتی ہیں اس پر بھی غور ہونا چاہئے کہ once for all کم از کم پانچ سال یا دس سال کے لئے کوئی پالیسی بنے کہ یہ سیلبس ہم نے بنا لیا ہے ۔ کسی بھی institution میں پورے پاکستان میں ایک سلیبس چلے گا ۔ لیکن یہاں یہ vary کرتا ہے from school to school, from institution to institution, from province to province تو یہ بھی بات سمجھ میں نہیں آتی ۔ تو سر یہ بنیادی چند ایک گزارشات تھیں تین چار جو میں نے کر نی تھیں کہ ایک تو teaching staff کو recruit کرتے ہوئے کم از کم ان کی تعلیم B.A., B. Sc ہونی چاہئے ۔ اور ان میں competition جیسے کہ C.S.S. میں ہوتا ہے ایسے ہونا چاہئے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ teaching staff کی جو respect ہے جو level ہے باقی جتنے بھی لوگ ہیں جتنے areas ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کا level ہمیں اوپر دیکھنا ہے ان کو ہم respect کی نظر سے دیکھیں اور ان کی basic needs کو ہم پورا کریں ' ان کی تنخواہیں بھی بڑھائیں اور ان کو جہاں جہاں جس جگہ ہیں ان کو تمام facilities چاہے وہ رہن سہن کی ہوں اور دوسری ہوں وہ ان کو مہیا کریں ۔ اور دوسری گزارش یہ ہے کہ اس ملک کے اندر uniform قسم کا بنیادی ایجوکیشن introduce کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ۔ تا کہ لوگوں کا احساس کمتری اور احساس محرومی دور ہو ۔ تیسری گزارش یہ ہے کہ curriculum کو یا سلیبس کو صحیح معنوں میں decide کیا جائے جو پانچ سے دس سال تک ہو اور اس میں صرف اور صرف concept دینے کی آپ کوشش کریں تاکہ بچے کا ذہن بڑھے اور اس کو اسی پرائمری سطح پر آپ concept دے سکیں اور اس کے بعد بتا سکتےہیں کہ بھئی اس بچے کا رجحان کس طرف ہے ۔ دوسری گزارش یہ کہ private schools اور government schools کا ایک موازنہ ہونا چاہئے کہ وہ لوگ جو primary schoolsمیں پڑھاتے ہیں اور ان کے اوپر کوئی check نہیں ہے یعنی یہ بھی نہیں ہے کہ private schools میں بہت اچھا پڑھایا جاتا ہےہمیں پتا ہے کہ private schools میں کیا پڑھایا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیوشن کا ایک مرض لگ گیا ہے کہ بچوں کو سکول میں کچھ نہیں پڑھایا جاتاہے اور شام کو گھر میں ایک ایک گھنٹے کے لئے دو دو ہزار تین تین ہزار دو بچوں کو پڑھانے کے لیتے ہیں ۔ اور یہ غریب آدمی کے بس کی بات تو نہیں ہے جس کی اٹھارہ سو یا دوہزار یا ڈھائی ہزار تنخواہ ہو وہ تو یہ ٹیوشن نہیں رکھوا سکتا ۔ تو اس طرف میں شاہ صاحب کی توجہ دلاتا ہوں اور باقی ساتھیوں سے بھی گزارش ہے ۔ اور کم از کم جو recruitment ہے چاہے ہم کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں کسی بھی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں کہیں بھی ہوں کم از کم سکول کی طرف ' کیونکہ ہم اجتماعی کام کر رہے ہیں میرے پاس لوگ آتے ہیں کہ جی ہمیں نوکری دلا دیں ' میں نے کہا بھئی آپ واپڈا میں ' ریلوے میں ' communication میں لگ جائیں تو صحیح ہے لیکن سکول میں جہاں تیس چالیس گھر رہتے ہیں ' پوری قوم کا تم وہاں خانہ خراب کرو گے ۔ سوری میں تمہیں سکول میں نہیں لگوا سکتاہوں ۔ تو یہی گزارش باقی معزز اراکین سے بھی ہے کہ جو institutions ہیں primary schools ہیں اس کی طرف خاطر خواہ توجہ دینی

چاہیئے ۔ اور اس طرف گورنمنٹ کی کوشش ہونی چاہیئے ۔ اور اس پالیسی کو ایک دفعہ revise کریں اور اسی میں قوم اور ملک کی بہتری ہو سکتی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ' جناب انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا!

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ Point of order پر ہیں یا speech کرنا چاہتے ہیں؟ ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب میں point of order پر تقریر کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تقریر کا تو آپ کا نمبر نہیں پہلے ڈاکٹر ریحان صاحب کا نام پھر خلیل الرحمان صاحب ہیں ۔ آپ کا نام تو نہیں آیا ابھی میرے پاس بہر کیف

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ نام کا طریق کار تو یہی ہے کہ میں ان سے اور جناب سے گزارش کروں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں وہ میرے پاس فہرست ہے تو سہی اس لئے میں کہہ رہا ہوں ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب میرا نام بھی لکھ لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ہو گیا جی ۔ آپ کا پانچویں نمبر پر نام ہے جی ۔ اس وقت ڈاکٹر محمد ریحان صاحب ۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میرا نمبر جناب بھنڈر صاحب کو دے دیں کیونکہ وہ ہمارے سینئر ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی درست ہے جی ۔ جناب محمد انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے رولز کے مطابق اور تمام ممبران کے استحقاق کے مطابق ایک فہرست کو مدنظر رکھا اور جناب ڈاکٹر محمد ریحان صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے عزت بخشی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شاہ صاحب on a point of order.

سید خورشید احمد شاہ۔ پہلے مجھ سے پوچھیں یہ move کیا ہے میں oppose کرتا ہوں یا favour کرتا ہوں ۔ کم سے کم یہ معلوم تو کیا جائے گورنمنٹ سائیڈ سے ہم تو اس کو Open debate کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یہاں پر رولز کے تحت oppose یا اس کو ہاں یا ناں نہیں کہا جاتا آخر میں آپ کو موقعہ دیں گے بولنے کا۔ آخر میں آپ اپنی پالیسی بے شک مزید واضح فرمائیے گا۔ جی بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں ڈاکٹر محمد ریحان صاحب کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ میں ایوان میں اپنے خیالات کا اظہار کرسکوں ۔ یہ

ایک بہت اہم مسئلہ ہے جس کی طرف فضل آغا صاحب نے اس ہاؤس کی توجہ دلائی اور یہ پرائمری سکول اور پرائمری اسکولوں میں تعلیم کا مسئلہ ہے ۔ جناب والا! کہنے کو تو یہ ایک صوبائی مسئلہ ہے ۔ پرائمری تعلیم کے متعلق تمام صوبوں میں صوبائی حکومتیں قائم ہیں اور انہوں نے نظام تعلیم کو چلانا ہے انہوں نے پرائمری اسکولوں کو چلانا ہے ۔ انہوں نے ایجوکیشن کو چلانا ہے ۔لیکن جناب پرائمری اسکول ہوں یا مڈل اسکول ہوں یا ہائی اسکول ہوں کالجز ہوں لیکن اس کے باوجود ہمارے ہاں ایک بہت بڑی منسٹری اور بہت بڑا محکمہ تعلیم کا مرکز میں موجود ہے جو راہنمائی کرتا ہے ان صوبائی حکومتوں کی صوبائی محکمہ جات کی اور انہیں بتاتا ہے کہ آپ نے آئیندہ اس ملک میں کیسا نظام تعلیم رائج کرنا ہے ؟ کیا سلیبس مقرر کرنا ہے؟ اور اس راہنمائی کے لئے ایک بہت بڑی منسٹری ہمارے ہاں موجود ہے اور فاضل وزیر تعلیم بھی اس ہاؤس میں تشریف رکھتے ہیں ۔ جناب میں یہ عرض کروں گا کہ کہنے کو تو ہمارے ہاں پرائمری ایجوکیشن لازمی ہے ۔ لیکن فی الحقیقت اگر دیکھا جائے تو ہماری پرائمری تعلیم لازمی نہیں ہے ۔اب بھی دیہاتی علاقوں میں جا کر دیکھئے شہری علاقوں میں جاکر دیکھیں بے شمار بچے آپ کو ایسے ملیں گے جو تعلیم سے بہرہ ور نہیں ہیں اور دیہاتی علاقوں میں بھی چلے جائیں تو وہاں بھی بے شمار بچے ایسے ملیں گے جو تعلیم سے بالکل ناآشنا ہیں ۔اور یہی وجہ ہے کہ ہماری تعلیم کی شرح صرف ۱۸ فیصد ہے جناب والا ! اس ایوان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ ابھی چند روز ہوئے ایک پارلیمانی وفد سینیٹ کا رومانیہ گیا۔ رومانیہ ایسٹ یورپ کا ایک پسماندہ ملک ہے لیکن جب ہم نے یہ دریافت کیا اور جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ وہاں شرح خواندگی سو فیصد ہے ۔ یورپ کے ایک پسماندہ ملک میں شرح خواندگی سو فیصد ہے اور ہماری شرح خواندگی ۱۸فیصد ہے ۔ جب ہم سے وہ پوچھتے تھے کہ آپ کی شرح خواندگی کیا ہے؟ تو میں یہ عرض کروں کہ ہمارا سر شرم سے جھک جاتا تھا کہ ہم کیا ان کو کہیں ۔ہم نہ پچاس کہہ سکتے ہیں نہ تیس کہہ سکتے ہیں نہ چالیس کہہ سکتے ہیں ۔ ہم اس معاملے کو گول ہی کرتے تھے کہ ہماری شرح خواندگی آپ سے کم ہے اس کے سوا ہم کیا کہہ سکتے تھے۔ اور دیکھنے والی بات یہ ہے کہ شرح خواندگی کو بڑھایا جائے آج تو جناب پرائمری ایجوکیشن بھی کوئی ایجوکیشن نہیں ہے۔ اگر آج ایک لڑکا پرائمری پاس کرلے ' وہ میٹرک پاس کر لے' ایف اے کر لے' بی اے کر لے' تو میں سمجھتا ہوں وہ تعلیم نہیں ہے جس زمانے میں آپ جا رہے جس دور سے آپ گزر رہے ہیں سائینٹفک اور ٹیکنالوجی کے دور سے آپ گزر رہے ہیں اس میں ہمیں دیکھنا ہوگا دوسری قوموں کے ساتھ ہمیں مقابلہ کرنا ہوگا ۔ اب جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نوجوان کوئی دسویں فیل ہے کوئی دسویں پاس ہے اور پرائمری کی حد تک بھی کئی ایسے لوگ بھی ہیں اور بے شمار ایسے لوگ ہیں جو پرائمری ہی پاس ہیں لیکن پرائمری کا نظام تعلیم جیسے فضل آغا صاحب نے کہا ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اس لئے جناب میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے کہنے کو تو پرائمری ایجوکیشن لازمی ہے لیکن فی الواقع لازمی نہیں ہے۔ اور شرح خواندگی بھی کم ہے۔

اور دوسری بات جناب یہ ہے کہ یہاں جو سکولوں کی حالت ہے جو سکولوں کی زبوں حالی ہے میں سمجھتا ہوں آپ بھی بڑی اچھی طرح واقف ہوں گے اور اس ایوان میں بیٹھنے والا ہر رکن اس بات سے بالکل آشنا ہے کہ اس وقت حکومتوں کی پالیسی کیا ہے۔ حکومتیں کہتی ہیں کہ

سکول یونین کونسلوں کی ذمہ داری ہے کم ازکم پنجاب میں تو جناب پنجاب حکومت ان کے لئے کچھ خرچ نہیں کرتی ہے اور پنجاب حکومت کہتی ہے کہ اس کی دیکھ بھال یونین کونسل کی ذمہ داری ہے۔ ایک بھی یونین صوبہ بھر میں نہیں ہے جو کہ کسی ایک سکول کی دیکھ بھال کرتی ہو اور سکولوں کی حالت جناب یہ ہے کہ سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں کھڑکیاں نہیں ہیں بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ہے اور آج بھی جناب اگر پنجاب کا دورہ کر لیں۔ پنجاب وہ صوبہ ہے جس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بڑا خوشحال صوبہ ہے آج بھی پنجاب کے دیہاتوں میں چلے جائیں اور دیکھیں کہ بچے درختوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں وہاں سکول موجود نہیں ہیں ۔ پرائمری ایجوکیشن کے متعلق ہم کیا بات کریں؟ کیا پرائمری ایجوکیشن کے متعلق فخر سے کوئی بات کر سکتے ہیں؟ اگر مرکزی حکومت بھی اس طرف توجہ نہ دے اگر صوبائی حکومتیں بھی اس کی طرف توجہ نہ دیں اگر سکول ہی موجود نہ ہوں سکولوں میں سہولتیں موجود نہ ہوں تو پرائمری ایجوکیشن کے متعلق ہم کیا توقع کر سکتے ہیں کہ پرائمری ایجوکیشن ہماری کیسے پنپے گی اور کیسے آگے پھلے پھولے گی؟

تیسری بات جناب والا! یہ ہے کہ پڑھانے والے جو استاد ہیں انہوں نے پڑھانا چھوڑ دیا ہے پرانے زمانے میں جو استاد ہوا کرتے تھے وہ اپنے شاگردوں پر فخر کرتے تھے ان کو اپنی تعلیم پر فخر ہوتا تھا لیکن آج نظام تعلیم بالکل ختم ہو چکا ہے اور جتنے بھی اساتذہ آج کل سکولوں میں ہیں وہ اپنی تقرری اور اپنی تبدیلی کے چکر میں لگے ہوئے ہیں ان کو پڑھانے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور کم از کم پنجاب میں ہماری یہ صورتحال ہے کہ ایم این اے اور ایم پی اے کے کہنے پر تبادلے ہو رہے ہیں آج ایک تبادلہ ہوتا ہے ایک ایک استاد کا آٹھ آٹھ دفعہ سیاسی وجوہات کی بنا پر تبادلہ ہوتا ہے۔ اور میرا خیال ہے فاضل وزیرتعلیم کے نوٹس میں بھی ہوگا ۔ اگر تبادلے اس طرح سے آپ کریں گے تو وہ کیسے دلجمعی سے پڑھا سکیں گے؟ نظام تعلیم میں یہ ہوتا تھا کہ استاد کا تبادلہ مارچ کے بعد ہوتا تھا تاکہ وہ نتائج کا ذمہ دار ہو اب خواہ دسمبر ہو خواہ جنوری ہو خواہ فروری ہو تبادلہ اس کی مرضی کے مطابق ہونا چاہیئے اور حالت یہ ہوچکی ہے استاد یہ نہیں چاہتے کہ جہاں کا میں رہنے والا ہوں وہاں ہی مجھے تعینات کیا جائے بلکہ شاید وہ یہ کہتے ہیں کہ سکول بھی میری گلی میں آجائے ۔ اور پھر جناب ایسی بھی مثالیں ہیں کہ بچوں سے کام لیا جاتا ہے ۔ استاد پڑھانے کی بجائے ان سے کام لیتے ہیں اور کام میں کیا کہوں میرے علاقے میں مونجی لگوائی جاتی ہے ہمارے ہاں دھان کی کاشت ہوتی ہے اور جب یہ موسم آتا ہے تو ان بچوں کو بجائے پڑھانے کے وہاں لے جاتے ہیں کیونکہ آج کل ایگریکلچرل لیبر کی بہت کمی ہے تو اس لحاظ سے کیا آپ کا نظام تعلیم اور کیا پرائمری تعلیم پھلے پھولے گی؟ حالت یہ ہے کہ جتنے بھی اساتذہ یا معلمات آپ سکولوں میں تعینات کرتے ہیں وہ جو گھر سے دس میل دور ہیں وہ گھر بیٹھ کر تنخواہ لیتے ہیں۔ اور اس میں جناب والا! میں بلاخوف تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ تنخواہیں تو گھر بیٹھ کر لیتے ہیں سکولوں میں جاتے نہیں اور اس میں جتنے تعلیم کے محکمے کے آپ کے افسران ہیں' وہ ان میں شامل ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جناب بھنڈر صاحب گزارش کروں گا کہ اس پر سپیکرز

بہت ہیں----- بڑی مہربانی جی۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ تو جناب والا! اساتذہ کی یہ حالت ہے، سکولوں کی زبوں حالی ہے، standard of education کوئی نہیں ہے، curriculum جس طرح انہوں نے فرمایا کہ یکساں نہیں ہے اور وزارت تعلیم، حکومت پاکستان کے متعلق کم از کم اتنا احساس نہیں ہے عوام میں کہ حکومت پاکستان تعلیم کے میدان میں کیا کارروائی کر رہی ہے، کیا کارہائے نمایاں سرانجام دے رہی ہے؟ یہ کہہ دینا کہ صوبوں کا یہ کام ہے، جناب والا! اگر صوبوں کا یہ کام ہے تو بند کیجئے یہ ساری مرکزی وزارت تعلیم کو اور ختم کیجئے، وہ جانیں اور ان کا کام جانے، اپنی اپنی صوابدید کے تحت وہ کر لیں۔ اس لئے ان معاملات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، حکومت پوری دلجمعی سے توجہ دے اور ان گزارشات پر عمل کرتے ہوئے تعلیم کے نظام کو بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ بہت بہت شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ بہت بہت شکریہ جناب۔ میں اب گزارش کروں گا جناب خلیل الرحمن صاحب سے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

جناب خلیل الرحمن ۔ شکریہ جناب چیئرمین، جناب تعلیم ایک ایسا راستہ، ایک ایسا واسطہ، ایک ایسا زیور، ایک ایسا اوزار، ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے ذریعے نہ صرف معاشرے بلکہ حکومت کی ناانصافیوں کے خلاف جنگ لڑی جا سکتی ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب عوام کی ایک بڑی بھاری تعداد اس زیور سے مزین ہو اور اس ہتھیار سے آراستہ ہو۔ جناب انگریزوں نے اپنے بندوبست کو چلانے کے لئے ایک ایسا نظام تعلیم رائج کیا یعنی ایک ڈھانچہ بنایا جو کہ لارڈ میکالے کی پیداوار تھی اور جس کا مقصد کچھ نہیں تھا ماسوائے اس کے کہ وہ clerks پیدا کرے۔ لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ آزادی کے موقع پر سب سے پہلا کام جو اس حکومت کو کرنا تھا وہ تھا اس سلسلے کو بدلنا، لیکن شومی قسمت سے وہ نہ ہو سکا بلکہ اسی سسٹم کی سطحی طور پر لیپا پوتی کی گئی اور یہ جو اب اس کی صورت آپ کے سامنے ہے یہ ایک inverted pyramid قسم کی چیز ہے جس کا weak base ہے، اس کی فاؤنڈیشن ہے ہی نہیں اور اسی کے اوپر سب کچھ لاد دیا گیا ہے۔ اس کی وجوہات کیا کیا ہیں، کیا یہ بھول تھی یا یہ کوتاہی تھی یا یہ کسی نے جان بوجھ کر چشم پوشی کی تھی۔ اس کا قصور بھی ہماری قیادت پر ہے جنہوں نے بڑے بڑے وعدے کئے جب پاکستان بن رہا تھا کہ بٹ کے رہے گا ہندوستان، بن کے رہے گا پاکستان، یہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہیں گی، یہاں بکری اور شیر ایک گھاٹ پر پانی پیئیں گے بلکہ چیل کے گھونسلے میں وہ ماس بھی ملے گا۔ تو بیچارہ عوام اس پر یقین کر ہی گیا اور وہ اس لئے کر گیا کہ وہ تعلیم سے بہرہ ور نہیں تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس قیادت میں کافی محب الوطن اور اچھے لوگ بھی تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی بھی بڑی تعداد تھی جو کہ ایک خاص طبقے کی پروان کے لئے اس سسٹم کو چلانا چاہتے تھے۔ اور ہوا بھی یوں کہ آہستہ آہستہ یہ سارے مخلص لوگ غائب ہو گئے اور یہ دوسرے حضرات جو کہ مفاد پرست قسم کے لوگ تھے یہ اوپر آنے شروع ہو گئے۔ حد یہ ہوئی کہ یہ مراعات یافتہ طبقہ جو تھا یہ پورے پاکستان کی حکومت پر چھا گیا اور معنوی تبدیلی یہ ہوئی کہ آپ کو گوروں کی بجائے کالے آقاؤں سے واسطہ پڑا اور جو گوروں نے اپنے

مفادات کے لئے سسٹم بنایا تھا اس میں کالوں نے اپنی اور خرابیاں اس میں ڈالیں اور اس کو چلایا تا کہ تعلیم عام نہ ہو، عوام کے سیاسی شعور میں اضافہ نہ ہو۔ وہ دوست دشمن میں تمیز نہ کر سکیں اور ان کی مالی اور ذہنی لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ جاری رہے۔ اور جناب یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔

ہمارا قاعدہ ابھی بھی الف انار اور ب بلی سے شروع ہوتا ہے اور اگر آپ ڈگری کلاسوں میں جائیں تو تقریباً وہی سلسلہ وہاں بھی چل رہا ہے۔ ہمیں اپنے اس نصاب میں نہ اصلی تاریخ نظر آتی ہے، اور جغرافیہ کو انہوں نے بالکل ختم ہی کر دیا ہے، جتنے بھی جدید علوم ہیں ان کو انہوں نے اہمیت نہیں دی ہے۔اور اس پر سونے پر سہاگہ یہ کہ آج کل ہماری تاریخ میں پہلی مرتبہ ایجوکیشن میں ایک قبضہ گروپ پیدا ہو گیا ہے، اور اس قبضہ گروپ کے پاس سارے امتحانی مراکز ہیں۔ اور یہ بندوق کے زور سے حکومت کرتا ہے۔ دوسرا ایک اور گروپ آیا ہے جو کہ بورڈز میں بیٹھتا ہے یہ ڈگریاں بیچتا ہے، آپ کی مرضی کے سنٹر آپ کو دیتا ہے۔ آپ کو جتنے نمبر چاہئیں، وہ آپ کو نمبر دلاتا ہے پھر اس کے بعد جعلی سرٹیفکیٹ بنا کے آپ کو دیتا ہے۔ اور آپ کو بیچتا ہے۔ پہلا گروپ تلوار کے زور سے اور دوسرا گروپ جو ہے قلم کے زور سے اس وقت بے تحاشا پیسہ بنا رہا ہے اور دولت کمانے کا ایک اور نیا طریقہ جناب آپ کے معاشرے میں اس وقت داخل ہو چکا ہے۔ محنت کش طالب علم روتا ہے پیٹتا ہے۔ وہ ساری رات اپنا دیا جلاتا ہے۔ اور جب امتحان آتا ہے تو جو سب سے زیادہ امیر ہو گا، جس کے پاس پیسہ زیادہ ہو گا، جس کا رسوخ زیادہ ہو گا اور جو سب سے زیادہ کند ذہن ہو گا اس کے نمبر بھی زیادہ آتے ہیں اس کو admissions بھی ملتی ہے ہر سکول میں، ہر کالج میں اور اس کو نوکری بھی ملتی ہے جناب حکومت بے چاری نے جو میرٹ کا سلسلہ جاری کیا ہے وہ تو students نے خود میرٹ اپنے ہاتھ میں ہی لے لیا ہے۔ کہ اچھا میں اپنا میرٹ خود بناتا ہوں تو جناب یہ ایک ملک ہے بدقسمتی سے جہاں پہ بلا امتیاز آپ کسی بھی یونیورسٹی میں کسی بھی کالج میں جا سکتے ہیں۔ یہاں نہ کوئی pre-requisite ہے نہ کوئی intelligence test ہے، نہ کوئی آئی کیو ٹیسٹ۔ مسٹر چیئرمین نہ یہاں کوئی حد ہے نہ کوئی نگاہ ہے۔ اگر پیسہ ہے اور نمبر آپ نے بڑھوا لیے ہیں تو آپ جا سکتے ہیں۔ آخر اس کا سدباب کیا ہے۔

Mr. Chairman, I have been interested in this subject for a while and I have studied quite a few systems. It is ironic that the system which has appealed to my mind was presented by a Russian, Mr. Makrento, who was born in 1888 and entered the teaching profession, he came out with a theory. That intelligent organized socially useful labour combined with educat ion is the greatest force that a country can have. His basic principle is that a student must do labour for a certain period of time and he should mix it up with general education to a certain degree . And the bi-product which comes out of it has following qualities, it has discipline , it has perseverence, it has patriotism, it has the most important thing

dignity of labour. I personally feel that the Government should look into a system of this nature , certainly upto the primary classses when a small child grows up, he should be put into workshop

اسے بتایا جائے کہ آپ کس صوبے کے ہیں' یہاں دریا کتنے ہیں' یہاں پہ اگتا کیا ہے' یہاں سے جاتا کیا ہے' یہاں سڑکیں کتنی ہیں' یہاں پہاڑ ہیں یا نہیں ہیں۔ پھر آپ اس کو داخل کریں۔ and put him in a workshop اسے مٹی سے کھیلنے دیں۔ اسے لکڑی سے کھیلنے دیں۔ آپ اس کو پرائمری تک یہ کراتے ہیں تو اس میں dignity of labour بھی ہو گی۔ آپ کو اس کے رجحان کا بھی پتہ چلے گا اور اس کے بعد you give him schooling for six years سنجیدہ قسم کی education جناب آپ اسے پڑھائیں۔

And then you have him tested whether he is suitable to go to further higher education or not . Mr. Chairman, it is a long subject and I will cut it short . I personally think that this system is economical, aims at self-sufficiency, respect of manual work and it has a concept of discipline and above all patriotism. Now I will briefly touch upon the examination's problems that we are facing;

آپ ایسا کریں کہ ایک بڑے سنٹر رکھیں جس میں بیس پچیس ہزار سٹوڈنٹس جاسکیں اس میں امتحانات رکھیں۔ ہمارے ہاں ہر سال امتحان لگے رہتے ہیں۔ آپ ایک مہینہ رکھیں اس میں سارے امتحان ہوں۔ سنٹر بڑے کریں' سیکورٹی کا انتظام رکھیں ۔پھر آپ جو پرچے چھاپتے ہیں انہیں ایسے پریس میں چھاپیں جس سے وہ نکل نہ سکیں اور اس کے علاوہ جو آپ کے examiners ہیں خدا کے لیے external examiners رکھیں۔ اگر یہاں کا بندہ ہے تو اسے کوئٹہ بھیجیں اور وہاں کا جو ہے اسے کراچی بھیجیں۔

This is the only way by which we can solve this problem. These are a few suggestions that I have and if the Eduction Minister is interested at all I am at his disposal , which he is not at the moment, I am at his disposal to dicuss with him further. Thank you very much..

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much Commander Sahib.

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ ----- کوئی مشورہ بھی دینا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں ہم تو قواعد کے مطابق جا رہے ہیں جو صاحب بھی اپنی تعلیمی پالیسی اور خاص کر پرائمری پالیسی پر بات کرنا چاہے اپنے ملک کے مفاد میں' اپنی قوم کے مفاد میں' میں سمجھتا ہوں یہ اچھی بات ہے اور بات کرنے دیں اور rules نے permit کیا ہے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ نہیں جناب میں گزارش کروں گا' اس پہ' پالیسی پہ بحث کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ ۴۵' ۵۰ سال پہلے ہونا چاہیے تھا۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ----

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے ؟

جناب صوبیدار خان مندوخیل ۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت یہاں بولنے والے جو بھی ہیں ۔ وہ مشورہ بھی دے سکتے ہیں اس کی تائید اور اس کی حمایت میں بات کر سکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔بات ہے پالیسی کی اوز پالیسی پر بحث ہو رہی ہے۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ اگر مشورہ چاہیے تو اس کے لئے میں کہتا ہوں۔ اس کے لئے آپ دو تین دن رکھ لیں تاکہ ہر شخص اس کے لئے تیار ہو کر آ سکے اور جو جو ہمارے ممبران کی سمجھ میں آتا ہے وہ مشورہ آ کر ہال میں دے دیں ۔ میرے خیال میں اگر تائید کریں یا حمایت کریں------

جناب ڈپٹی چیئر مین۔ آج آپ کا پرائیوٹ ممبر ڈے ہے اور یہ پرائیوٹ ممبر ڈے پر discuss ہوتا ہے اور بالکل ہم قواعد کے مطابق چل رہے ہیں ۔ جناب شفقت محمود صاحب۔

Mr. Shafqat Mehmood: Thank you, Mr. Chairman, for giving me an opportunity to speak on a subject which, I think, is most crucial for the future development or the future prosperity of our country. I see this motion, Mr. Chairman, not as a motion which is either a government's motion or an opposition's motion, but I see this motion as an opportunity for all of us to contribute our knowledge, to give our ideas, to give our suggestions so that because of our experience, whatever we have learnt through our exposure to different situations, we can suggest for the betterment of the nation a system that will have impact on the children of this country. It is in this spirit that I also seek the indulgence of the Education Minister to take particular notice of the things that I bring to his attention. Mr. Chairman, if we continue to discuss the problems in the system of our primary education we need not only three days, as the honourable Member has suggested, but what we need is, perhaps, two weeks, three weeks and still the problems that beset our primary education will not finish. We will continue discussing them and there will be no solution. I think, what we need to concentrate on, what we need to identify, what we need to emphasize is where do the solutions lie and it is in this aspect or in this respect that our attention and our focus needs to be maintained.

Mr. Chairman, I have had the good fortune of being involved with the way the Primary Education is run in this country. So therefore, I have had an opportunity, first hand opportunity, to see what is wrong with our education

system. In a nutshell, I will say that there are three things which are wrong in our education system and I want to dwell on them at great length.

Frist, there is no accountability in the system. No. 2. The syllabus that is prepared or what the students study does not relate to their life, does not relate to their experience, is alien. And No. 3 Mr. Chairman, there is no discipline in our education and when I say discipline I don't only mean discipline of students but discipline of all kinds, the discipline of examinations, the discipline of timings and I will dilate on that further.

I, Sir, first come to the question of accountability. The honourable Members have given many examples of how the teachers misbehave, how the children are made to do labour, how the children are made to do manual work and other such things to help their teachers. Mr. Chairman, the problem is that there are hundreds of schools now that over the years have been built, but there is no way, there is no proper system of checking how the schools are being run. You have some Assistant Inspectors of Schools who are supposed to go to about 30 or 40 schools and keep a check but, Sir, it does not happen. What happens is that these schools and these teachers are left to their whims and they do, of course, whatever they want. The real issue, Sir, is that there is no involvement of the community as far as the running of the primary education is concerned. Those people, whose children study in these schools, have no say in the functioning of the schools. If you go to the rural areas, if you go to the cities those people,

جن کے بچے ان سکولوں میں پڑھتے ہیں' ان سے تو کوئی نہیں پوچھتا کہ ان سکولوں میں کیا ہو رہا ہے ۔ بلکہ صورت حال یہ ہے کہ وہ والدین جن کے بچے ان سکولوں میں پڑھتے ہیں ' وہ کوشش بھی کریں کہ ماسٹر صاحبان یا کسی کو جاکر یہ کہیں کہ جس طریقے سے آپ پڑھا رہے ہیں ' یہ طریقہ صحیح نہیں ہے ۔ آپ باقاعدہ کلاسیں نہیں لے رہے ہیں ۔ بچوں سے کوئی ناجائز کام کروا رہے ہیں جیسے کہ لسی لے آو یا منجی لگا دو۔ تو ان شکایات کو متعلقہ ٹیچرز نہ صرف خاطر میں نہیں لاتے بلکہ وہ ایک issue کھڑا کر دیتے ہیں کہ آپ کون ہوتے ہیں ہمیں یہ کہنے والے کہ ہم اس سکول کو کس طرح چلائیں ۔

جناب والا ! پہلی بات جو میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا وہ یہ ہے کہ ہمیں پرائمری نظام تعلیم کے بارے میں سوچنا پڑے گا اور سنجیدگی سے سوچنا پڑے گا کہ جن کے بچے ان سکولوں میں پڑھتے ہیں ' جن کا ایک vital interest involve ہے ۔ان کو اس میں شامل کیا جائے ۔ میں یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ ایک والد جس کی اپنی تعلیم کم ہے ' اس کا اس میں interest نہیں ہے کہ اس کے بچوں کو کیسی تعلیم مل رہی ہے ۔ اس میں

اس کا interest ہے ۔ اس لئے ہمیں کوئی ایسا طریقہ بنانا چاہیئے کہ جس سے وہ متعلقہ سکولوں کی accountabilityمیں شامل ہو سکیں ۔ آپ دنیا کے دوسرے ممالک کو دیکھیں ۔ United States کو دیکھئے ، وہاں پر School Boards ہیں ۔ وہ School Boards کون چلا رہا ہے ؟ وہ School Boards والدین چلا رہے ہیں ۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کو ایک بڑی عجیب بات بتاتا ہوں کہ میں جب امریکہ میں پڑھ رہا تھا تو وہاں پر میرے بچے ہمارے گھر کے نزدیک ایک سکول میں پڑھتے تھے ۔ اس سکول سے مجھے ایک دن ایک چٹھی آئی کہ ہم نے آپ کو سکول کی فلاں فلاں کمیٹی میں nominate کر دیا ہے ۔ تو میں پڑھ کر بڑا حیران ہوا کہ میں تو ایک پاکستانی ہوں اور انہوں نے مجھے کیسے nominate کر دیاہے ۔ بہرحال میں ان کی ایک میٹنگ میں گیا اور وہاں میں نے کہا کہ جی۔ میں تو پاکستان کا شہری ہوں اور آپ نے مجھے سکول کی کمیٹی میں nominate کر دیا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ جناب ۔ ہمیں اس سے غرض نہیں ہے ۔ آپ چونکہ یہاں پڑھنے آئے ہوئے ہیں ، P.H.D کر رہے ہیں ۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کے اس experience سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔چونکہ آپ ایک والد بھی ہیں اور آپ کے بچے ہمارے سکول میں پڑھتے ہیں ، اس لئے آپ کو اس چیز کا فکر ہوگا ، آپ کو اس چیز کا غم ہوگا کہ آپ کے بچوں کو تعلیم کیسی مل رہی ہے ۔

تو جناب والا! میں بہت لمبی بات نہیں کرنا چاہتا ۔ میں جناب وزیر تعلیم صاحب کی خدمت میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ جہاں ہم نظام کی باقی problemes کو دیکھتے ہیں ، وہاں اس چیز پر بھی غور کریں کہ کس طرح والدین کو اس سسٹم میں شامل کریں ۔ چاہیئے اس کے لئے ہم School Boards بنائیں ۔ چاہیئے اس کے لئے کوئی elected طریقہ کار اختیار کریں ۔ چاہیئے ہم کوئی یونین کونسل کا کوئی طریقہ بنائیں ۔ یہ سب details کی باتیں ہیں ۔ یہ بیٹھ کر طے کی جاسکتی ہیں لیکن اس پر غور کریں کہ والدین کو کس طرح سکولوں کی superintendency اور accountability دی جا سکتی ہے ۔ وہ کس طرح اساتذہ کو check کر سکتے ہیں کہ وہ وقت پر آتے ہیں یا نہیں آتے ہیں ۔ پڑھاتے ہیں یا نہیں پڑھاتے ہیں ۔ اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ والدین کو سکول کے نظام میں involve کیا جائے ۔

جناب والا۔ دوسرا سوال سکولوں کے سلیبس کا ہے ۔اس پر پہلے بھی بات ہوئی ہے ۔ میں اس کے متعلق مختصراً گزارش کروں گا کہ آپ یہ دیکھئے کہ ہم اپنے بچے پر کتنا بوجھ ڈالتے ہیں ۔ میں جب سکول پڑھنے گیا تو میں نے پانچ سال تک صرف پنجابی بولی تھی کیونکہ میرے گھر میں پنجابی بولی جاتی تھی۔ میرے والدین میرے ساتھ پنجابی بولتے تھے ۔ جب میں سکول گیا تو مجھے دو نئی زبانیں سیکھنی پڑیں ۔ مجھے اردو بھی سیکھنی پڑی ۔ میں یہ مانتا ہوں کہ یہ پنجابی سے زیادہ مختلف زبان نہیں تھی لیکن بہرحال ایک مختلف زبان تھی۔ ایک بڑا عام لطیفہ ہے کہ ایک بچہ سکول گیا تو اس کو ماسٹر نے کہا کہ یہ کیا ہے ؟ اس نے کہا کہ "امب" ماسٹر نے کہا کہ نہیں ، نہیں "امب" نہیں ہے بلکہ اس کو "آم" کہتے ہیں ۔ جب یہ بچہ گھر گیاتو اسے ماں نے کہا کہ کیا کھاؤ گے ۔ اس نے کہا کہ "آم" ماں نے کہا کہ ایک دن سکول گئے ہو اور "آم" ، "آم" کرنے لگ گئے ہو،سو مقصد یہ ہے کہ ایک تو ہم بچوں کو نئی زبان

اردو سکھاتے ہیں اور شہروں میں ساتھ ساتھ بچوں کو ایک دوسری نئی زبان انگریزی سکھاتے ہیں تو آپ ذرا غور کیجیئے کہ اس کا بچوں پر کتنا پریشر ہوتا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ بچوں کو اردو سکھانی چاہیئے ۔ یہ ہماری قومی زبان ہے ۔ یہ ہماری رابطہ کی زبان ہے ۔ میں اس کے خلاف نہیں ہوں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہونی چاہیے۔ لیکن ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہمارے سلیبس کو ماحول کے مطابق بنایا جائے ۔جیسے انگریزی میں lived experience کہتے ہیں ۔ یعنی دیہات کے بچے ہیں ، وہ کیا دیکھتے ہیں ؛ جانور دیکھتے ہیں ۔ کھیتی باڑی دیکھتے ہیں ۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے والدین جو ہیں وہ کھیتوں کو پانی لگا رہے ہیں ، وغیرہ وغیرہ ، تو جو ان کا اپنی زندگی کا تجربہ ہے ، جو ان کا اپنا experience ہے ، اس کو کسی طریقے سے سلیبس کے ساتھ منسلک کیا جائے تاکہ ان کو سمجھ آئے تاکہ ان کو یہ سمجھ آئے کہ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کہ ہم سے الگ ہے یا دور کی کوئی چیز ہے بلکہ یہ ہماری زندگی کا ایک حصہ ہے ۔ مثال کے طور پر ہم یہ Little red riding hood کی کہانیاں تو پڑھ سکتے ہیں لیکن ہم یہ کہانی نہیں پڑھ سکتے ہیں کہ بھینس کو چارہ دینے میں کیا کیا مراحل involved ہیں ؛ جناب والا۔ ہمارے دیہات کے بچے جو ہیں ، انہوں نے تو ساری عمر یہ چیزیں دیکھی ہیں ۔ اب آپ اسے animal husbandry کہہ لیں لیکن یہ چیزیں جو ہیں ، یہ ان کی زندگی کا ایک حصہ ہیں ۔ میں دوبارہ اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا تاہم میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ ماہرین کو جب آپ ایک task دیتے ہیں۔ ماہرین کو جب آپ، یہ ایک task دیتے ہیں کہ جناب سلیبس بنائیے تو اس میں دو چیزوں کا خیال رکھیئے ۔ ایک یہ کہ بچے پر پریشر اتنا پڑے جتنا کہ بچہ برداشت کر سکے دوسرا یہ کہ جو سلیبس ہو وہ بچے کی جو روزمرہ کی زندگی ہے جس کو وہ دیکھ رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ تو رابطہ ہو تاکہ اس کو تعلیم جو ہے وہ اپنی زندگی کا ایک حصہ نظر آئے بجائے اس کے کہ اس کو تعلیم اپنی زندگی سے کوئی الگ چیز نظر آئے اور اس سے آپ کو پھر رزلٹ بھی بہتر نظر آئیں گے اور آپ کے لوگوں کو اور بچوں کو یہ بھی محسوس ہوگا کہ وہ ایک ایسی چیز سیکھ رہے ہیں جو کہ ان کی زندگی کا ایک حصہ ہے ۔تیسری بات اور اس کے بعد جناب چیئرمین میں ختم کروں گا وہ ڈسپلن ہے ۔ اب ڈسپلن کے کئی پہلو ہیں ۔ ایک تو وہ ڈسپلن ہے جو کلاس روم کا ڈسپلن ہے اور خاص طور پر پرائمری لیول پر ہمارے اساتذہ حضرات ہاتھ میں ڈنڈا پکڑ کر وہ اپنی طرف سے ڈسپلن چلاتے ہیں ۔ مارپیٹ بہت ہوتی ہے اور بچوں سے کام بھی بہت کروایا جاتا ہے ۔ تو یہ نہیں ہے کہ مارپیٹ کی کمی ہے ۔ جناب والا! ڈسپلن یہ نہیں ہے کہ امتحان جو ہیں کبھی ان کی تاریخ کچھ ہے کبھی کچھ ہے ایک سال امتحان جو ہے ڈیڑھ سال تک نہیں ہوتا پھر ایک دم اناؤنس ہو جاتا ہے کہ دو مہینے کے بعد امتحان ہے ۔ ہمیں اپنے نظام تعلیم میں ڈسپلن اس قسم کا پیدا کرنا چاہیئے کہ جو ٹائم ٹیبل بن جائے اس میں کوئی ذرا برابر رتی بھر تبدیلی نہ ہو چاہے جو مرضی ہو جائے ۔ جناب مڈل کا امتحان اس تاریخ کو ہوگا and that is it میٹرک کا امتحان اس تاریخ کو ہوگا اس دن ہوگا and that is it and so on F.A or B.A جو بھی۔ تاکہ آپ نے ایک جو سکول year بنایا ہوا ہے ایک آپ نے جو حساب کتاب لگایا اس کا سب کو پتہ ہو کوئی اس میں fertility ہو کوئی اس میں predictability ہو کہ مارچ کی ۱۴ تاریخ کو

میٹرک کا امتحان ہے یا ایف اے کا یا مڈل کا یا جو بھی ہے وہ ایک امتحان ہے اس کی ایک predictability ہونی چاہئیے ۔ یہ ایک ڈسپلن ہونا چاہئیے اور پھر اساتذہ کے ڈسپلن کے بارے میں کافی باتیں ہوئی ہیں وہ accountability کریں گے ۔ تو اساتذہ میں بھی ڈسپلن آئے گا ۔ جناب والا! آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے اتنا وقت دیا ۔ یہ بڑا اہم موضوع ہے ۔ قوم کا مستقبل اس سے منسلک ہے ۔ میں جناب وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ ان تین چیزوں پر غور کریں ۔ پھر میں repeat کرتا ہوں پہلی بات کہ community کو involve کریں جن والدین کے بچے پڑھتے ہیں ان کو involve کریں ۔ سلیبس ایسا بنائیں جو لوگوں کی روزمرہ کی زندگی سے مطابقت رکھتا ہو۔ نمبر تین ڈسپلن اور predictability پیدا کریں۔ بہت مہربانی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ شاہ صاحب شفقت صاحب کے تین پوائنٹ آپ کے لیے تھے وہ آپ نے نہیں سنے ۔ ۔۔ نوٹ کر لیے ہیں ۔ شکریہ ۔ اب میں ڈاکٹر ریحان صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ فلور لیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ ۔ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بولنے کا موقع دیا ۔ سب سے پہلے تو میں جناب فضل آغا صاحب کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے اس اہم موضوع کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے اس کے ساتھ ساتھ میں نے اپنے ساتھیوں اپنے بھائیوں کی بڑی بڑی اچھی باتیں، بڑی مفید تجاویز سنیں اس سے مستفید ہوا ۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں اس ہاؤس کے دیگر معزز اراکین بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا ضروری سمجھتے ہوں گے تو میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اس خاطر میں چند منٹ کے لیے اس پر بولوں گا ۔ جناب والا! پرائمری ایجوکیشن یہ ایک بنیاد ہے ۔ دنیامیں یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ جو لوگ educated ہوتے ہیں ۔ ان کی مثال بینا کی ہوتی ہے جو uneducated ہوتے ہیں ان کی مثال اندھوں جیسی ہوتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ Knowledge is power میں نے یہ سنا بھی ہے اور پڑھا بھی ہے کہ ایک ملک بغیر اسلحے کے تو رہ سکتا ہے وہ اپنا دفاع کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ تعلیم یافتہ ہو لیکن اگر ان کے پاس تعلیم نہ ہو اور اسلحہ ہو تو میرے خیال میں وہاں گڑبڑ کے افراتفری کے اور کچھ نہیں ہوگا اور وہ ملک جو ہے وہ کسی حالت میں مہذب کہلانے کے قابل نہیں ہوتا ہے ۔ نہ وہ آگے چل سکتا ہے ۔ جناب والا! جس طرح میرے ساتھیوں نے بتایا ۔ ہمارے ملک میں تعلیم کے سلسلے میں ایک دکھ بھری داستان ہے ہمارے ملک میں آج تک جو طریقہ چلا آ رہا ہے ۔ یہ وہی Colonial hang over ہے نوآبادیاتی دور کے باقیات ہیں ۔ اس کی طرف کوئی سنجیدہ توجہ نہیں دی گئی ۔ میرے ساتھی شفقت محمود صاحب نے تو امریکہ کی مثال دی میں ان کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کروں گا ۔ Let us not compare apple with the Orange. ان کی دیکھیں۔ ہم تو یہاں پر نو آبادیاتی دور سے گزرتے ہوئے جیسے لٹے ہوئے ، گھسے ہوئے اور کیا کچھ نہیں ۔ ہمارا ان کے ساتھ کیا مقابلہ ۔ کم از کم آس پاس پڑوس کے ممالک کے ساتھ اپنا موازنہ کریں ۔ سری لنکا میں دیکھیں وہاں پر آج کل literacy rate کیا ہے ۔ ہندوستان میں کتنا literacy rate ہے ۔ چین کو دیکھ لیں وہاں پر literacy rate کیا ہے ۔ آخر کیا خرابی ہے یہاں پر۔ جناب والا! میں پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر جو طبقاتی طریقہ تعلیم انگریز

سامراج نے رائج کیا تھا ' وہ نہ صرف جوں کا توں چلا آ رہا ہے بلکہ اس کو زیادہ ترقی دی گئی ہے ۔ طبقاتی طریقہ تعلیم ' ہم اپنے آپ کو یہ کہتے ہوئے تھکتے نہیں کہ یہ ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے اور یہاں پر اسلامی طریقہ تعلیم ہو ۔ میں پوچھتا ہوں یہ طبقاتی طریقہ تعلیم کونسا اسلام ہے یا کونسی مسلمانی کی بات ہے ۔ جناب والا! جب تک یہ رہے گا میں سمجھتا ہوں کہ ہم صرف باتیں کرتے رہیں گے اور ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکیں گے ۔ جناب والا! جیسے ایک دوست نے فرمایا کہ وہاں پر لوکل بورڈ ہوتے ہیں ۔ یہ تو جناب دنیا میں تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ جو سوشل ایکشن کی باتیں ہوتی ہیں ۔ ہسپتال ہو گئے ' تعلیم ہو گئی ۔ اس کے لئے decentralization کی ضرورت ہوتی ہے ۔ مجھے یاد ہے جب ہم خود پرائمری میں پڑھتے تھے تو اس وقت انگریز کے دور میں بھی ' اسی سامراج کے دور میں بھی سکول پرائمری اور مڈل تک لوکل باڈیز ' ڈسٹرکٹ کونسل یا میونسپل کمیٹیوں کے اندر ہوتے تھے ۔ وہاں پر مقامی طور پر انکے منتخب لوگ ہوتے وہ ان میں شمولیت کرتے تھے اور ان کی نگرانی میں وہ سکول اور ادارے چلتے تھے ۔ ان کو معلوم ہوتا تھا کہ کونسا ماسٹر صحیح کام کرتا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئیے اور کونسا نہیں کرتا ' تاکہ اس کو تنبیہہ کی جائے ۔ جناب والا یہاں پر کیا ہوا پاکستان بننے کے بعد کہ جی provincialize کرتے ہیں ۔ provincialize کے بعد کچھ پتہ نہیں federalization اور over-centralizaion جس طریقہ سے میں آپ کو مثال دیتا ہوں ابھی recently مارشل لاء کے نفاذ سے پہلے جگہ جگہ پر سکول تھے جن کو بولتے تھے پبلک سکول ۔ اکثر کنٹونمنٹ میں ہوتے تھے تو کنٹونمنٹ بورڈ کے اندر چلتے تھے ۔ یک دم اوپر سے ہدایت آ گئی کہ جی نہیں اس کی کارکردگی ہم بڑھاتے ہیں ۔ ان کو fedralize کیا گیا ۔ آج کیا ہوتا ہے جناب کہ چترال کا ٹیچر جو ہے اس کو ہر وقت ڈر رہتا ہے کہ میری کراچی میں تبدیلی نہ ہو جائے ' ملتان میں نہ ہو جائے ۔ وہ کیسے پڑھا سکے گا ۔ ایک آدمی جو ہر وقت خوف زدہ رہتا ہے اور ہر وقت ہراساں رہتا ہے ۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں یہ کم از کم ایجوکیشن منسٹر صاحب نوٹ کریں اور یہ جو سکول takeover کئے گئے ہیں اور جن کو کنٹرول کیا جاتا ہے فیڈرل لیول پر ان کو فی الفور انہی اداروں کو واپس کرنے چاہئیں جن اداروں کے پاس یہ تھے کیونکہ ان کی کارکردگی اوپر آسمان سے گر کر زمین کی تہہ میں چلی گئی ہے ۔

جناب! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کرتا ہوں جیسے کہا گیا ضروری بات ہے دنیا میں تسلیم شدہ بات ہے کہ پرائمری تعلیم جو ہے وہ مادری زبان میں دی جائے ۔ بے شک دوسری زبانیں جو ہیں اردو ہے ' انگریزی ہے ان کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن کم از کم پرائمری تعلیم تک تاکہ اس کے دماغ میں زیادہ بوجھ نہ پڑ جائے ۔ اس کے والدین جو ہیں اس کو مادری زبان میں پڑھا سکیں ۔ تو اس کے ساتھ جناب اس کو compulsory بنانے کا نام تو ہم نے سنا ہے کہ ابھی اس کا آرڈر ہوا ہے لیکن آرڈر جاتے ہیں کاغذات پر آگے عمل درآمد کچھ نہیں ہوتا ۔ جناب اس کے ساتھ ایک ضروری حقیقت کو مد نظر رکھنا چاہئیے جو دیہات ہیں ' وہاں بچے چھوٹے جو ہوتے ہیں وہ اپنے باپ کے ساتھ اپنے والدین کے ساتھ کھیتوں میں کام کرتے ہیں یا شہروں میں ان کی دکانداری میں' ان کے ورکشاپوں میں ' ان کی چائے کی دکانوں میں ہاتھ بٹاتے

ہیں ۔ تو وہ کیسے پڑھیں گے۔ اس سلسلے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ وزارت تعلیم اس بات کو نوٹ کرے اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ بچے لازمی طور پر تعلیم میں آ جائیں تو ان کے والدین کو کسی طریقے سے compensate کیا جائے تاکہ ان کا وقت ضائع نہ ہو اور وہ کم از کم پرائمری تعلیم ضرور حاصل کر سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جیسا کہ نرسنگ کا پروفیشن ہے جس کے متعلق ساری دنیا میں اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرتا کہ یہ females کے بغیر کوئی اس کو اچھی طرح سرانجام نہیں دے سکتا ۔ اس کے ساتھ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ پرائمری ٹیچر جو ہیں وہ ۱۰۰ فیصد females ہونے چاہیئے کیونکہ وہی جو ہیں بچوں کے ساتھ بہتر سلوک کر سکتے ہیں۔ یہ نفسیاتی حقیقت ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ لیڈی ٹیچر جو ہیں پرائمری تعلیم ان کے حوالے کی جائے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور ضروری بات جناب ۔ مجھے تو اپنے صوبے کا معلوم ہے ۔ اب میں نہیں سمجھتا ہوں کہ شاید دوسرے صوبوں میں بھی ایسے ہوگا ۔ کئی لوگ مجھے ملے ۔ کہ ہم پرائمری سکول کے لئے زمین دینا چاہتے ہیں مجھے بڑا اچھا لگا کہ ہمارے لوگوں میں تو بہت شعور آگیا ہے اور ان میں تو بہت قوم پرستی پیدا ہوئی ہے اور دو کنال زمین ۔ آج کل تو دو مرلے زمین کوئی دینے کے لئے تیار نہیں ہے یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے تو پتہ چلا کہ دو کنال زمین حکومت نے کوئی ایسی پالیسی بنائی ہے پرائمری سکول جو ہے وہ حکومت بنا لیتی ہے اور اس کے ساتھ agreement ہوتا ہے کہ جی آپ کا چوکیدار جو سکول میں ہے وہ چپڑاسی خاکروب یہ جو زمین دیتا ہے اس کے ہوتے ہیں۔ یہ agreement ہو جاتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ جو آدمی زمین دے سکتاہے وہ تو ایک امیر آدمی ہوگا ۔ اس کو چپڑاسی اور چوکیدار رکھنے کا کس طرح حق پہنچتا ہے ۔اور وہ اپنے آپ کو اس قدر گراتا ہے کہ مجھے مزدوری مل جائے ۔ یہ جناب میں نے خود دیکھا ہے اور معلوم ہوا کہ جہاں پر بھی پرائمری سکول کھلے ہیں پہلے زمین دی گئی ہے اور وہاں پر جو بے کار زمین تھی سیم زدہ دی گئی ہے اور سیاسی بنیادوں پر وہاں پر سکول کھولے گئے ہیں اس لئے نہیں کہ اس علاقے میں ضرورت تھی ۔ اس کے ساتھ ساتھ جو سکول کی بلڈنگ بنائی گئی میں نے خود دیکھا ہے کہ اس میں کبھی گڑ کی بوری کبھی پیاز پڑا ہوتا ہے اور کبھی مکئی کی بوری پڑی ہوتی ہیں اور جب شادی بیاہ آ جاتا ہے شادی والے دن سکول میں چھٹی تین چار دن شامیانے لگائے جاتے ہیں کیونکہ وہ مالک مکان کا حجرہ ہوتا ہے ۔ اس کے ساتھ اگر میت ہو جائے اس کا جناب آپ نے بھی ملاحظہ کیا ہوگا کم از کم میں سمجھتا ہوں کہ سرحد سے تعلق رکھنے والے مجھے ضرور اس بات پر support کریں گے ۔ حقیقت ان سب کو معلوم ہو گی ۔ استادوں کی تبدیلیوں کی بات آ گئی ۔ حقیقت میں یہی ہوتاہے کہ جب نوکری کے لئے کوئی آتاہے تو ہم ان کو کہتے ہیں کہ فوج میں جاتے ہو وہ کہتے ہیں کہ نہیں فرنٹیئر کانسٹیبلری میں یادوسرے ایسے محکمے کی بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں نہیں جی ۔ کہتے ہیں اگر سکول ٹیچر ہو جائے تو ٹھیک ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ چھ مہینے تو ویسے چھٹی ہو گی اور باقی چھ مہینے میں کیا کرنا ہے ادھر جانا ہی ہے ۔ جناب والا! جیسے میں نے عرض کیا جو عمارت بنی ہوتی ہے وہ مالک مکان کی جاگیر ہوتی ہے اس کا بیٹھک یا حجرہ ہوتاہے اور آپ اندازہ کریں جو اس کو اپنی جاگیر

سمجھتا ہو اس نے اپنے کسی بھائی یا چچا کے نام نوٹ کرایا ہو اور سکول میں چپڑاسی یا خاکروب کی حیثیت سے کام کرتا ہوتو سکول کے ٹیچر کوکیسے جرات ہو سکتی ہے کہ وہ اسے کہے کہ تم کام کرو ۔ وہ یرغمال بن جاتاہے اور وہ آگے سے کہے گا کہ آپ کی ایسی تیسی تم ادھر رہتے ہو ۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں اور بڑے دردمند دل کے ساتھ اپیل کرتا ہوں حکومت کے ساتھ کہ کم از کم اس لعنت کو ختم کرے۔ اگر حکومت نہروں کے لئے کالجوں کے لئے سڑکوں کے لئے زمین لے سکتی ہے تو دو کنال کا کیا ہے ۔ میرے خیال میں یہ سیاسی رشوت کے طور پر شروع کی گئی تھی اور اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے ۔ شکریہ جی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ شکریہ جناب ڈاکٹر ریحان صاحب میں عبدالرحیم خان مندوخیل کو دعوت دوں گا کہ وہ فلور لیں ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ جناب چیئرمین میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نےموقع دیا کہ آج قاعدہ ۱۹۴ کے تحت فضل آغا نے جو motion پیش کیا ہے اس پر ہم بات کریں وہ ہے کہ The standard of Primary Education in the Country . یعنی ملک میں پرائمری معیارتعلیم۔

(وقفہ نماز مغرب)

[The House adjourned for Maghrib prayers]

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد)

[The House re-assembled after Magrib prayers with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair]

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ جناب عبدالرحیم خان صاحب کے پاس فلور تھا اس سے قبل کہ فلور آپ کو دوں میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا تمام honourable ممبر حضرات سے کہ دس منٹ تو خیر آپ کا حق ہے اگر اس کو کچھ کم کر دیا جائے تو کیا بہتر نہیں ہوگا سپیکرز چونکہ بہت زیادہ ہیں تا کہ ہر ایک کو کچھ موقع مل سکے۔ اگر آپ کی اجازت ہوگی توٹھیک ہے ورنہ دس منٹ تو ویسے بھی آپ کا حق ہے۔

معزز اراکین۔ دس منٹ ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی ورنہ پھر چلا جائے گا اگلی دفعہ ۔ ٹھیک ہے ۔ بسم اللہ جی۔ ٹھیک ہے جناب ۔ عبدالرحیم خان مندو خیل صاحب ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں پرائمری تعلیم کے standard کے بارے میں ملک کے ----

جناب محمد ابراہیم خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب محمد ابراہیم خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ جناب عالی! یہ موضوع اتنا اہم ہے کہ جس کیلئے تو ہاؤس میں موجودگی پورے ایوان کی ہونی چاہئیے۔ میرا خیال ہے کہ کورم پورا نہیں ہو رہا ہے اور یہ debate بہت اہم ہے۔ حالانکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس کو پوائنٹ آؤٹ کروں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بہرکیف آ رہے ہیں ممبر حضرات ۔ وہ کچھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تشریف لا رہے ہیں۔

جناب محمد ابراہیم خان ۔ اگر آجائیں تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آ رہے ہیں ۔ جی۔

پروفیسر خورشید احمد۔ اب چونکہ پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے اب تو آپ کو پورا کرنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اچھا میں ابراہیم خان صاحب اور پروفیسر خورشید صاحب سے اتفاق کرتا ہوں ۔ قواعد کی پابندی کرتے ہوئے ایک دفعہ bell بجوا دیجئے۔

(کورم بیل بجائی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب محمد ابراہیم خان صاحب کورم پورا ہے آپ بسم اللہ کیجئے ۔ عبدالرحیم خان صاحب شروع کیجئے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب چیئرمین! تعلیم ، علم ، اس کے بارے میں اس وقت میں نے ظاہر ہے ہمارے معزز ہاؤس ----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں وزراء صاحبان سے نہایت مودبانہ گزارش کروں گا کہ آپ ذرا متوجہ ہوں ۔جی پلیز ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ ہر دور میں علم اور ہنر انسان کی ترقی کیلئے ایک بنیادی اہمیت کا حامل رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اپنی آواز کو چیک کیجئے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ پھر آج ۲۰ویں صدی ہے۔ اور پھر ہم جو کہہ رہے ہیں ۔ کہ اکیسویں صدی میں ہم نے داخل ہونا ہے تو بالخصوص تعلیمی اور ٹکنیکل طور پر اس دنیا میں اگر ہم نے اپنے ملک میں مجموعی طور پر معاشی سماجی تعلیمی ترقی دینی ہے تو اس میں تعلیم کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور پھر سب سے بنیادی تعلیم جو ہے وہ پرائمری تعلیم ہے۔ جیسے اس کا نام ہے پرائمری اسی طرح عمر کے لحاظ سے بھی یہ انسان کے لئے یا ہمارے ملک کے ان بچوں کے لئے جو بالکل ابتدائی طور پر علم حاصل کرتے ہیں ہنر حاصل کرتے ہیں بہت ضروری ہے ۔ تو جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ اس کے لئے ملک کی مجموعی طور پر گورنمنٹ کی یا سٹیٹ کی پالیسی پرائمری تعلیم کے لئے ہونی چاہئیے ۔ لیکن جس طرح اپنے ملک میں ہم نے مجموعی طور پر اس کے بارے میں مختلف شعبوں میں کام کیا ہے ۔ پرائمری تعلیم کو اگر میں یہ کہوں کہ سب سے زیادہ ignore کیا گیا ہے پرائمری تعلیم کو ہر شعبہ زندگی میں مختلف مفادات کے حوالے سے

اس کو سماجی طور پر بھی اہمیت دی جاتی ہے ۔ معاشی طور پر رتبے کے لحاظ سے بھی تعلیم کو ہر معاملے میں پیچھے چھوڑا جاتا ہے ۔ اس میں بالخصوص پرائمری تعلیم کو ignore کیا گیا ہے ۔ میری تجویز یہ ہے جناب والا ! ابھی مثلاً ہمارے بجٹ کو لیتے ہیں اس کے ان پہلوؤں پر میں بات نہیں کر رہا کہ جس میں ہمارا بجٹ ہماری ترقیاتی مقاصد کے لئے صحیح طور پر نہیں بنایا گیا ہے۔ ایک پہلو پر جناب والا! اس کی میں نشاندہی کروں گا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ یہاں ایک شعبہ ہے قرض کی ادائیگی اور سود کا اس میں 136 ارب روپے اس سال کے لئے مختص کیے گئے ہیں دوسرا ہے فوج کا جو 101 ارب ہے لیکن اس کے مقابلے میں جناب والا! سماجی جو شعبے ہیں مثلاً تعلیم کی کیا پوزیشن ہے آپ بجٹ کے اس مد کو نکال کر دیکھیں گے 1947 سے ہم نے تعلیم کو کیا اہمیت دی ہے ۔ ہمارے بجٹ میں عالمی سطح پر دوسروں کے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھیں آیا ہم نے وہ اہمیت تعلیم کو دی ہے جو اس کے لئے ضروری ہے ۔ یہاں جیسے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا اور ٹھیک فرمایا کہ بغیر فوج کے ایک ملک زندہ رہ سکتا ہے لیکن بغیر تعلیم کے بغیر ہنر کے آپ زندہ نہیں رہ سکتے۔ لیکن یہاں ہم نے جو priority مقرر کی ہے وہ یہ ہے کہ تعلیم سب سے ignored شعبہ ہے ۔ اس بار شاید ابھی جو انہوں نے بجٹ دیا ہے proporationately پچھلی بار تقریباً one percent Two percent جی ڈی پی میں اس بار شاید three percent بلکہ اس سے بھی کم کر دیا۔ اب یہ جو ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم تعلیم کو کیا اہمیت دے رہے ہیں۔ اور پھر اس میں پرائمری تعلیم کو کیا اہمیت ہم دے رہے ہیں۔

اس کے ساتھ جناب والا! میں پرائمری تعلیم پر خاص طور پر زور دوں گا ہمیں ایک پلان بنانا چاہیے جیسا کہ تعلیم پالیسی میں پچھلی بار پچھلی حکومت سے تعلیمی پالیسی کا ایک ڈرافٹ آیا تھا اس میں انہوں نے ایک نقشہ دیا تھا اگر وہ اس پر عمل کرتے تو دو ہزار تک ہمارے ملک کے تمام بچے جو پرائمری تعلیم پانے کی عمر کے ہوتے ان کو ہم تعلیم دلواتے لازمی طور پر ہم ان کو تعلیم دیتے۔ پھر کہیں جا کر جناب والا ! ہم دنیا کے ممالک کے سامنے اور اپنے ملک کی ترقی کے حوالے سے معاشی ترقی کے حوالے سے روزگار کے حوالے سے ہم ایک ایسا ملک بنتے کہ کم از کم اپنے آپ پر کچھ انحصار کرسکتے۔ اگر ہم ایک ایسا پلان بنائیں کہ دو ہزار تک پرائمری تعلیم ہم تمام بچوں کو دے دیں بلا امتیاز لیکن اس وقت جو ہمارے یہاں جیسے دوستوں نے کہا۔ اور بالکل بجا فرمایا ۔ یہاں جناب والا! مجموعی طور پر ہماری تعلیم میں طبقاتی مسئلہ ہے ۔ یعنی آپ دیکھیں ابھی اسلام آباد میں آپ دیکھیں یا ملک کا کوئی شہر لیں اس میں آپ کئی قسم کی پرائمری تعلیم دیکھیں گے ۔ فلاں قسم کا سکول ، فلاں قسم کا سکول ، فلاں قسم کا سکول اس میں آپ دیکھیں گے ہمارے ملک کے لوگوں کی اکثریت کا مسئلہ ہمارے روزگار کا سٹینڈرڈ ہے یعنی جو ایوریج ہمارا روزگار ہے، جو ہماری معاش ہے ہم پرائمری تعلیم کے اچھے سٹینڈرڈ کی تعلیم کا خرچہ پورا نہیں کر سکتے ۔ اکثریت جیسے یہاں ایک دوست نے کہا اور بجا کہا کہ ۱۷ گریڈ والا شخص اگر رشوت خور نہ ہو اگر وہ ناجائز کام نہ کرے اس کا بچہ ایک بچہ اس سکول میں جو آج کل کے سٹینڈرڈ کے لوگ بنا رہے ہیں جناب والا ! اس میں ہمارے بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے ۔ یہی مجموعی طور پر ہمارے ملک کی صورت حال ہے۔ تو اس کے حوالے سے ہم یہ عرض کریں گے کہ اگر واقعی ہم ایک ملک کی حیثیت سے ، ہم پارلیمنٹ کے ممبرز کی حیثیت سے سنجیدہ ہیں تو ہمیں ملک کے لئے ایک خاص پیریڈ

تک مثلاً دو ہزار تک تمام بچوں کو پرائمری اور پرائمری تعلیم بھی یہ نہیں جو آج کی ہماری پانچویں کی تعلیم ہم پرائمری سمجھتے ہیں ۔ پرائمری کیا آٹھویں تک ۔ کم از کم آٹھویں تک پاکستان کے ہر بچے کو تعلیم لازمی دینی چاہئیے اور اس کا خرچہ گورنمنٹ کو پورا کرنا چاہئیے ۔ لیکن یہاں جب ہم بجٹ دیکھتے ہیں اور جو ہمارے خرچے کی priority ہوتی ہے کوئی ۱۰۱ ارب روپے لے جاتا ہے ' ۱۳۶ ارب روپے دوسرا لے جاتا ہے اور جو اصل شعبہ ہے تعلیم کا وہ محروم رہ جاتا ہے ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ ایک اہم مسئلہ تعلیم کے لئے مادری زبان کا ہے ۔ جب بچہ تعلیم حاصل کرتا ہے جس کے بارے میں تمام دنیا میں کوئی اختلاف نہیں صرف پاکستان میں اختلاف ہے ۔ جو مادری زبان ہے جو قرآن حکیم میں بھی ہے کہ کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہوا بغیر اپنی مادری زبان کے ۔ الا با لسان قومی اس قوم کی زبان کے بغیر کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہوا اور عالم لوگ اس پہ متفق ہیں تمام کے تمام کہ قومی زبان یعنی مادری زبان ہے ۔ تو جناب والا! یہاں حافظ صاحب نے کہا کہ وہ مادری زبان نہیں ہے قومی زبان ہے ۔ میرے خیال سے جو عربی زبان ہے وہ ان کی قومی زبان اور مادری زبان ہے ۔ اسی طرح کوئی بھی اور پیغمبر ایسا نہیں آیا ۔ تو یہاں جو ہے سب سے زیادہ یعنی قابل الزام جو ہے مادری زبان ہے ۔ یعنی جیسے ہمارے شفقت صاحب نے فرمایا اور بجا فرمایا یعنی پنجابی زبان یہاں جو ہے اس ملک میں سب سے زیادہ قابل الزام ۔ سندھی زبان ، پشتو زبان ' بلوچی زبان آپ یہ نہیں بول سکتے ۔ یعنی پاکستان کی زبان آپ نہیں بول سکتے باقی جدھر کی بھی زبان آپ بولنا چاہیں آپ بول سکتے ہیں بلکہ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا ' آپ کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے گا ۔ جناب والا! ہماری یہ تجویز ہے بلکہ یہ ضروری ہے ' لازمی ہے کہ مادری زبان میں تعلیم دی جائے اور اس کے حوالے سے مجموعی طور پر یہ جو نفسیات یہاں دی گئی ہے لوگوں کو کہ کوئی استاد جو مادری زبان میں خود وہ سٹڈی نہیں کر سکتا اس سے جب پوچھا جاتا ہے کہ آپ کس زبان میں تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں یا تعلیم دینا چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نہیں کسی اور زبان میں ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے کورسز بنائے جائیں اور ایسے کورسز ہونے چاہئیں ' ایسے ریفریشر کورسز ہونے چاہئیں کہ مادری زبان میں استاد تعلیم دے سکے ۔

جناب والا! اس کے ساتھ تعلیم کے حوالے سے اور پرائمری تعلیم میں اس وقت یہ اہم مسئلہ پرائمری تعلیم کا ہے ہمارے یہاں جو موشن ہے وہ ہے ہمارے صوبے کے حوالے سے بالخصوص یہاں ذکر ہے کہ یعنی ہمارے صوبے کے حوالے سے بالخصوص دیکھا جائے ۔ ہمارے صوبے کے بارے میں میں اتنا آپ کو عرض کروں ہماری تعلیم پرائمری پہ جو بھی خرچہ ہوتا ہے یعنی جو خرچہ وہ کم سے کم جو خرچہ بجٹ میں خواہ صوبائی ہو' خواہ فیڈرل ہو اس میں جناب والا! طریقہ یہ نکالا گیا ہے کہ یہاں جو محکمے ہیں ۔ مثلاً تعلیم کا محکمہ ہے ان کے ڈائریکٹرز ہیں ان کے سیکرٹریز ہیں جناب والا ! یہاں الزام استاد پر ہوتا ہے ۔ میں یہ واضح کرتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں استاد تعلیم نہیں دیتے ۔ سکولوں میں پڑھانے کے لیے نہیں جاتے ۔ لیکن میں خود ایک استاد رہا ہوں ۔ جناب والا ! مجھے علم ہے ۔ اگر اعلیٰ افسر جو اس کی نگرانی کرتا ہے ۔ اگر وہ صحیح طور پہ نگرانی کرے وہ صحیح طور پر چیک کرے اور جو رولز استاد کی حاضری کے لیے ہیں ۔ اس کا جو

کورس ہے اس کا جو ریکارڈ ہے اس کے حوالے سے اگر سیکرٹریٹ واقعتاً اپنی ذمہ داری نبھائے تو۔ میں بالکل ضمانت دے دیتا ہوں کہ ۔ کوئی استاد غیرحاضر نہیں ہوسکتا۔ آج بھی اگر آپ جائیں اور جو ہمارے مرکزی وزیر صاحب ہیں ان سے میں درخواست کروں گا ۔ کہ آپ یہ مہربانی کریں اگرچہ یہ ایک فرد کا کام نہیں ہے پوری گورنمنٹ کی پوری اسٹیٹ کی بلکہ دوسرے سب کا کام ہے لیکن ایک بات ہے کہ اگر وزیر صاحب واقعی سکولوں میں پھریں اور ان کو چیک کریں' آپ کو میں یقین دلاتا ہوں جناب والا! کہ تمام استاد حاضر ہو جائیں گے کوئی استاد غیر حاضر نہیں رہ سکتا ۔ جب اس کو یہ معلوم ہو کہ میرا انچارج ہیڈ ماسٹر میرے ریکارڈ میں میرے خلاف کچھ لکھے گا تو کبھی غیر حاضری ممکن نہیں بلکہ اس کے ساتھ اس کی تنخواہ بند کی جاسکتی ہے اگر وہ غیر حاضر ہے اس کے گھر آپ کیوں تنخواہ بھجوارہے ہیں ۔ ہمارے صوبے میں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جناب والا! کہ یہ ڈائریکٹرز کی اور سیکرٹریٹ والوں کی اگر یہ دعوی کروں تو یہ میرا دعویٰ صحیح ہوگا کہ ان کی ملی بھگت ہوتی ہے وہ قصداً تعلیم سے محروم کرنے کے لئے وہ بالکل خود ان کے پاس خرچہ ہوتا ہے ان کو ہم نے گاڑیاں دی ہوتی ہیں ۔ ان کو ہم نے بنگلے دئے ہیں ۔ ان کو ہم نے عزت دی ہے ان کو ہم نے تنخواہ دی ہے ۔ لیکن وہ کوئی اپنی ڈیوٹی نہیں دیتے ۔ جناب والا میں کم از کم یہ تجویز کروں گا ۔ کہ واقعہ اب ہمارے صوبے میں تعلیمی معیار جو ہے اور وہاں جو ہمارے وزیر تعلیم صاحب ہیں فیڈرل کا مسئلہ اپنی جگہ پر ہے ۔ تعلیم کا مجموعی طور پر inter-action ہے ہم یہ درخواست کریں گے وہاں کی کابینہ والوں سے اور وہاں کے وزیر تعلیم سے اور دوسرے کہ آپ مہربانی کریں مسلسل دورے کریں پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آیا وہ ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا! یہاں ایک بہت بڑا ہمارے ملک میں ابھی ایک نعرہ دیا جارہا ہے کہ privatization اور اس پر ہمارے اکنامکس کے ماہرین لگے ہوئے ہیں ۔ اور اس کو ثابت کررہے ہیں ۔ خیر وہ علیحدہ مسئلہ ہے ۔ یہاں تعلیم کو بھی privatize کرنے کے بارے میں اب بلند بانگ دعوے ہو رہے ہیں ۔ لیکن privatization کے بارے میں اتنا عرض کروں ۔ اس کے علاوہ بھی ہم یہ درخواست کریں گے ۔ آج جو پوزیشن ہے ۔ لوگوں نے پیسہ بنانا شروع کیا ہے ۔ میں آپ کو اپنی مثال دوں گا میرے بچے فیڈرل سکول ژوب میں داخل تھے ۔ ایک دن میرے بچے آئے اور خود انہوں نے کہا کہ ہم وہاں تعلیم حاصل نہیں کریں گے اگر چہ وہ گورنمنٹ کا ادارہ ہے کیوں کہ وہاں اس کا اتنا خرچہ تھا روزانہ کاپیوں کا خرچ روزانہ کتابوں کا خرچ اور پتا نہیں کیا کیا خرچ اور آخر میں وہ بچے اس حد تک پہنچے کہ انہوں نے کہا کہ کم از کم ہم یہاں تعلیم حاصل نہیں کرسکتے ۔ جناب والا! ابھی ہم حیران ہیں ۔ مثلاً ژوب آپ دیکھیں گے ہمارا ایک اسکول ہے وہ ماڈل سکول ہے ۔ اس کے لیے بجٹ ہے لیکن آپ وہاں اس ماڈل سکول میں جائیں وہاں واقعتاً آپ کو وہاں بھیڑ بکریاں نظر آئیں گی ۔ لیکن اسی شہر میں دوسری طرف ایک سکول بن رہا ہے اور گرائمر سکول اس کے لیے کروڑوں روپے خرچ ہورہے ہیں ۔ بابا یہاں ایک اسکول ہے گورنمنٹ کا ۔ بنا ہوا۔ پبلک سکول ہے ۔ اور وہ اس پبلک سکول کے لیے ٹاٹ کا خرچہ نہیں ۔ اس کے لئے کرسی کا خرچہ نہیں ہے ' اس کے لئے ڈیسک کا خرچہ نہیں ہے لیکن دوسری طرف کروڑوں روپے سے گرائمر سکول بن رہا ہے اور اس میں کروڑوں روپے کا خرچہ ہو رہا ہے ۔ اس میں

کون تعلیم حاصل کرے گا ۔ آیا ژوب کے بچے تعلیم حاصل کریں گے ۔ ژوب کے عوام تواتنی مہنگی تعلیم حاصل نہیں کریں گے ۔ کوئٹہ کے عوام تو یہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے ۔ میں دعویٰ سے کہوں گا کہ ۹۸ فیصد ہمارے لوگ اپنے بچوں کو ان سکولوں میں تعلیم نہیں دے سکتے ۔ پھر چونکہ ابھی medium of instruction انگریزی دے دیا گیا ہے اور انگریزی امتحانات میں ایک ذریعہ ہے ' یہاں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کتنی بھی آپ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں لیکن اگر آپ نے گرائمر سکول میں نہ پڑھا ہو تو آپ کو سروس نہیں مل سکتی ۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے جناب والا! اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ انگریزی کے سنٹرز بن رہے ہیں ' ٹیوشن سنٹرز پر خرچہ ہو رہا ہے ہم یہ تجویز کریں گے جناب والا! کہ خرچہ پبلک سکولوں پر ہو ' پبلک سے میرا مطلب ' گورنمنٹ سکول ' پبلک سے میرا مطلب پرائیویٹ سکول نہیں ' پبلک سے میرا مطلب گرائمر سکول نہیں ہے۔ میرا مطلب صرف گورنمنٹ سکول ہے ۔ ان پر اتنا خرچہ ہو اور ہمارے بچے وہاں پڑھیں ' اس وقت بات میں پھر پرائمری تعلیم کی کر رہا ہوں ان میں ہمارے تمام بچوں کے لئے مساوی بنیاد پر تعلیم کا انتظام ہو ' اور اگر انگریزی زبان ضروری ہے ' بلکہ یہ ہمارا دعویٰ ہے کہ انگریزی زبان ضروری ہے تو اس کو لازمی مضمون بناؤ۔ یعنی بجائے اس کے کہ آپ اتنا خرچہ کریں اس انگریزی کے پیچھے ' انگریزی پر خرچہ کرو ' پبلک سکول میں' یعنی گورنمنٹ سکول میں' ایک لازمی مضمون بنا کر ' تا کہ یہ انگریزی کا مسئلہ ہمارے لوگوں کے درمیان سے نکل جائے ۔ورنہ اس طرح طبقاتی تعلیم بن رہی ہے ورنہ آپ کو خدا نخواستہ رشوت خور بننا پڑے گا ' ڈرگ مافیا بننا پڑے گا ' آپ کو دوسرے ناجائز طریقوں سے اپنے بچوں کی تعلیم کا انتظام کرنا پڑے گا پھر آپ کے بچے اچھی تعلیم حاصل کریں گے ' اچھی سے میرا مطلب ہے۔ کسی اچھے سکول میں' گرائمر سکول میں ' انگریزی سکول میں ' اور پھر آپ کے بچے اس قابل ہوں گے کہ وہ بڑے بڑے عہدوں پر سروسز میں آئیں ۔ورنہ جو ہمارے پبلک سکول ہیں جو گورنمنٹ سکول ہیں ۔ وہاں بچوں کے تعلیم کا standard بالکل ختم ہو گیا ہے بلکہ ختم کیا جا رہا ہے ۔ ہماری request جناب والا! اس ہاؤس سے یہ ہے کہ آپ مہربانی کریں کہ اس مسئلے کو اس طرح لیں کہ ہمارے تمام بچے ایک خاص period تک بلا امتیاز تعلیم حاصل کریں اور تعلیم بھی ایک ہی standard کی ہو اور ان کی مادری زبان ذریعہ تعلیم ہو ' رہ گئی دوسری زبانیں ' ان کو اگر وہ سائنس کے لئے ضروری ہیں' technology کے لئے ضروری ہیں تو لازمی مضمون قرار دے کر پڑھایا جائے ' بجائے اس کے کہ وہ کوئی مشہور سکول ہو ' آپ ہر جگہ ' ہر کوچے میں دیکھیں گے کہ فلاں سکول ہے ' اور اس سکول میں آپ نے اپنے بچوں کو بھیجنا ہے ۔ ایک سال بعد دو سال بعد وہ سکول شاید بند ہو جائے' جیسے یہاں کارپوریشنوں کا حال ہے ' جو پرائیویٹ کارپوریشنز ہیں کوئی ان کے پیسے بھگا رہا ہے ' کوئی مہران بنک کے پیسے بھگا رہا ہے ۔ ابھی معلوم نہیں سکولوں کے بارے میں کیا ہو گا ۔ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک ایسی پالیسی بنائی جائے ' اس کو seriously لیا جائے ' جو مجموعی طور پر ہمارے ملک کی بیروزگاری کا ماحول ہے ' مجموعی طور پر مہنگائی کا ماحول ہے ۔ وہ ہمیں ایک ایسی سٹیج پر پہنچا رہا ہے کہ ہم بالکل تباہ ہونے والے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ مہربانی جی۔ بہت بہت شکریہ۔ جناب صوبیدار مندوخیل صاحب

تشریف نہیں رکھتے' اب میں جناب پروفیسر خورشید صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ فلور لیں۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! اور میں بھی اپنے دوسرے سینئر بھائیوں کی طرح آغا صاحب کاشکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تعلیم کے مسئلے کو ہمارے لئے بحث کا موضوع بنایا' جن خیالات کا اظہار سینٹ میں ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے ۔ بحیثیت مجموعی ان خیالات سے اتفاق ہے جو ابھی میرے محترم ساتھیوں نے پیش کئے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ اپنے انداز میں بھی چند باتیں آپ کی خدمت میں رکھوں اور حکومت کو متوجہ کروں کہ وہ تعلیم کے سلسلے میں ان چیزوں کی فکر کرے۔ اور جیسا کہ شفقت محمود صاحب نے کہا کہ یہ موضوع ایسا ہے۔ ہماری تعلیم ان مقاصد کی علمبردار نہیں ہے ۔ جو امت مسلمہ کے مقاصد ہیں تو یہ نظریاتی مقاصد کا پہلا failure ہے۔ دوسرا failure یہ ہے کہ آپ نے طبقاتی انداز سے تعلیم کو بانٹ دیا ہے۔ آج ہمارے ہاں ایک نظام تعلیم نہیں ہے۔ آج ہمارے ہاں تین نظام تعلیم چل رہے ہیں ایک نظام تعلیم وہ ہے جو کہ دینی مدارس کے ذریعے سے ہم فراہم کر رہے ہیں۔ ان مدارس کی بڑی خدمت ہے انہوں نے دینی روایت کو بچانے کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں لیکن جو بچہ وہاں سے تعلیم لے کر آ رہا ہے وہ آج کے پاکستانی معاشرے آج کی دنیا کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ پھر جو آپ نے باقی نظام رکھا ہے سیکولر نظام جسے آپ ماڈرن نظام کہتے ہیں وہ بھی جو انسان تیار کرتا ہے ۔ وہ نہ دینی اعتبار سے کوئی فہم رکھتا ہے نہ دنیاوی اعتبار سے صلاحیت رکھتا ہے۔ اور اس کو پورا کرنے کے لئے پھر آپ نے تیسری سکیم شروع کی۔ اور وہ ہے دولت مندوں کے لئے بڑے لوگوں کے جاگیرداروں کے لئے سرمایہ داروں کے لئے یہ پبلک اسکول یہ ایچی سن سکول اور پھر پچھلے دس پندرہ سال میں جو وبا کے طور پر انگلش میڈیم سکول وجود میں آئے ہیں دراصل وہ vote of no confidence ہے آپ کے اس نظام تعلیم پر اس لئے کہ اس نظام تعلیم کے ذریعے سے نئی نسل کے لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کو وہ صلاحیت نہیں مل رہی وہ علم نہیں مل رہا جس سے وہ وقت کے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ نتیجتاً یہ پرائیویٹ ادارے وجود میں آئے ہیں۔ تین تین سو روپے اور پانچ پانچ سو روپے ماہانہ وہاں پر فیسیں لی جا رہی ہیں۔ exploitative نظام میں بارہ سو' چار ' چار ہزار بلکہ اسلام آباد میں تو چالیس ہزار ماہانہ والے ادارے بھی موجود ہیں تو اس طرح دراصل آپ جو نئی قیادت اس ملک کے لئے تیار کر رہے ہیں وہ ایک مخصوص طبقے کی ہے اور یہ ایک بالکل طبقاتی سسٹم ہے جس طرف آپ لے جا رہے ہیں یہ طبقاتی تقسیم ایک ظلم ہے اسلامی نقطہ نظر سے بھی قومی نقطہ نظر سے بھی اور ہمیں ضرورت ہے یکساں نظام تعلیم کی جس میں غریب اور امیر سب کو برابر کے مواقع حاصل ہوں ۔ یہ تھا دوسرا نظام۔

بگاڑ کی تیسری صورت کوالٹی۔ مجھے یہ بات کہتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ نصاب' کتاب استاد اور تعلیمی ماحول یہ چار چیزیں ہیں جن سے تعلیم بنتی ہے۔ نصاب آپ کا ایسا ہے کہ جس کا کوئی تعلق نہ ذہن بنانے سے ہے نہ اخلاق کی تعمیر سے' نہ وہ سپرٹ پیدا کر پاتا ہے اور عالم یہ ہے کہ جو so called teachers فراہم کئے گئے ہیں بالعموم فارن ایجنسیز کے تعاون سے ان کا کوئی تعلق پاکستان کے معاشرے سے پاکستان کی ضرورتوں سے نہیں ہے۔ استاد پرائمری کے استاد کو آپ خاکروب اور موچی

سے بھی کم تنخواہ دے رہے ہیں اور فی الحقیقت باپ کے بعد اس کا مقام ہے لیکن جو سوشل status آپ نے اس کو دیا ہے وہ موچی اور خاکروب والا ہے حالانکہ وہ بھی میرے لئے محترم ہیں۔ لیکن استاد کو تو آپ کو اتنا دینا چاہیئے کہ وہ عزت سے اپنی زندگی گزار سکے اور اپنا وقت تعلیم پر صرف کر سکے نتیجہ یہ ہے کہ استاد اس پوزیشن ہی میں نہیں ہوتا کہ وہ یکسوئی کے ساتھ تعلیم کا حق ادا کر سکے۔ وہ ٹیوشن کی تلاش میں رہتا ہے ٹیوشن سنٹروں میں جاتا ہے extra کام کرتا ہے لیکن تعلیم پر توجہ نہیں دے سکتا۔ اور یہی حالت تعلیمی ماحول کی ہے۔ تو جناب والا! وہ چاروں چیزیں تعلیم کے لئے ضروری ہیں کوالٹی کے لئے ان چاروں سے آپ نے اس نظام کو عاری کر دیا ہے۔ اس کے بعد پھر جو چوتھا مسئلہ ہے میری نگاہ میں اور جس کی طرف اشارہ کیا شفقت صاحب نے بھی وہ ٹوٹل indiscipline ہے نہ استاد کی اتھارٹی باقی رہی ہے۔ نہ ماں باپ کی اتھارٹی باقی رہی ہے' نہ قانون کا احترام باقی رہا ہے تو آپ کہاں لے جا رہے ہیں اس ملک کو اور اگر اسی انداز میں ہماری نئی نسلوں کو تعلیم ملتی ہے اور ان کی تربیت ہوتی ہے تو پھر ہم anarchy کی طرف جا رہے ہیں اس لئے یہ بہت بڑا چیلنج ہے اس پر سر جوڑ کر بیٹھے مسائل کا حل نکالیئے۔ اور مسائل کا حل یہی ہے کہ تعلیم کے لئے ایک قومی پالیسی بنے' ایک فریم ورک ہو' ایک نصاب ہو' ایک نصاب اور ایک فریم ورک کے بغیر آپ ایک نسل اور ایک قوم کو تیار نہیں کر سکتے اس نصاب کی بنیاد آپ کے دین پر' آپ کے ایمان پر' آپ کی تاریخی روایات پر' آپ کی اپنی ثقافت پر' آپ کے معاشرے پر' آپ کے معاشرے کی ضرورتوں پر ہونی چاہیئے۔ آپ ان کو alien تعلیم دے رہے ہیں' آپ ان کو Oak tree کی بات کرتے ہیں جس کو انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا' آپ اسے وہ چیز بتایئے جس کو وہ جانتا ہے' جس کو کہ وہ دیکھتا ہے' اور اس میں اس کا نظریہ' اس کی skill دونوں چیزیں درکار ہیں۔ تو جناب والا! سب سے پہلی تجویز میں یہ دوں گا کہ ایک واضح قومی پالیسی کی ضرورت ہے اور اس قومی پالیسی کو' پاکستانی پالیسی ہونا چاہیئے' اسلام پر مبنی پالیسی ہونا چاہیئے' اسے aid agencies نہ بنائیں' مصیبت یہ ہے کہ ہم نے ابھی جو تبدیلیاں کی ہیں پچھلے دنوں میں' جس میں انگریزی کو بطور ذریعہ تعلیم کے نافذ کر رہے ہیں ہم پرائمری سطح پر' اس سے بڑا ظلم اس قوم کے ساتھ کوئی اور نہیں ہو سکتا' آپ ان کو ایک نئے غلام کے جال کے اندر پھانس رہے ہیں' انگریزی زبان کا میں بھی قائل ہوں' میں نے بھی پڑھی ہے اور شاید بہتوں سے زیادہ پڑھی ہے۔ اس زبان میں' میں نے اظہار بھی کیا ہے' لکھا ہے اور میرے مضامین اور میری کتابیں پاکستان میں نہیں یورپ اور امریکہ میں شائع ہوئی ہیں' لیکن الحمد اللہ میں نے کسی انگریزی میڈیم میں نہیں پڑھا۔ میں نے اپنے پاکستانی نظام میں' ایک عام آدمی کی طرح تعلیم حاصل کی ہے۔ انگریزی کی جو حقیقی ضرورت ہے اس کے ہم قائل ہیں اسے ضرور پورا کیجئے۔ لیکن پوری قوم کے اوپر ایک alien زبان کو' ایک colonial زبان کو مسلط کرنا یہ دراصل ایک نئے سامراج کی شکل ہے اور ہم اس کا خود آلہ کار بن رہے ہیں۔

جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک نئی پالیسی کی ضرورت ہے جس کی بنیاد پاکستان پر' اسلام پر اور یہاں کی ضرورتوں پر ہو' اور یہ ایک فریم ورک ہو پورے ملک کے لئے۔ اس طرح آپ قومی یکجہتی پیدا کریں گے' اس طرح آپ پاکستان کے حقیقی مقاصد کو پورا کر سکیں گے اور پھر پرائمری تعلیم جو ہے یہ بنیادی بنتی ہے بعد کے تمام تعلیمی مراحل کے لئے' اس لئے اس کی اصلاح کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ میں یہ خطرناک رجحان بھی آپ کے سامنے

رکھنا چاہتا ہوں کہ جو aid agencies پاکستان میں کام کر رہی ہیں ان کا ایک خصوصی ہدف پرائمری ایجوکیشن ہے، ہمیں پرائمری تعلیم کے لئے کسی foreign aid کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس سارے وسائل موجود ہیں، استاد بھی ہیں، پروگرام بھی ہیں، اگر ہمیں ضرورت ہے باہر سے کسی مدد کی تو وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے، وہ ٹیکنالوجی کے لئے ہے، وہ سائنس کے لئے ہے، وہ ان چیزوں کے لئے ہے جن میں ہمارے پاس صلاحیتیں نہیں ہیں۔ لیکن ان کی اہمیت یہ ہے، ان کی دلچسپی یہ ہے کہ پرائمری ایجوکیشن میں انگلش زبان کو introduce کریں، ان کتب کو introduce کریں جو انہوں نے تیار کی ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ میرے پاس اس بات کی واضح رپورٹس موجود ہیں کہ پشتو زبان کی تعلیم کے لئے جو کتاب پرائمری سطح کے اوپر International Aid Agencies نے تیار کی اس کے تیار کرنے والے پاکستانی نہیں تھے۔ وہ انہوں نے اپنی ضروریات کے مطابق خود تیار کروائیں اور بنا بنایا مسودہ لا کر دیا کہ یہ لو اور اس کو پرائمری میں پڑھاؤ۔ تو جناب والا! ہم کہاں جائیں گے؟ تو اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان تمام معاملات کے اوپر ایک قومی consensus پیدا کیا جائے، قومی پالیسی بنائیں، اسے فٹ بال نہ بنائیں کہ جو حکومت آئے وہ پھر تعلیمی پالیسی کو بدلنا شروع کر دے بلکہ قومی بنیادوں کے اوپر اس کام کو لے کر کے چلئے۔ نیشنل ایجوکیشن کونسل ہو، جس میں اپوزیشن بھی ہو گورنمنٹ بھی ہو، پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہو لیکن خدا کے لئے اسے پارٹی کی سیاست کا حصہ نہ بنایئے۔

آخری بات میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں جناب والا! کہ ایک اور جرم، ایک اور زیادتی جو تعلیم کے ساتھ ہم کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم نے اس کو politicise کر دیا ہے۔ میں اس کے حق میں ہوں کہ نئی نسلوں کو اپنے ملک کے مسائل کا علم ہونا چاہیئے، ان میں ووٹر ہے اسے ووٹ کا حق ہے اور اسے اس لائق ہونا چاہیئے کہ وہ صحیح judgment کر سکے لیکن خدا کے لئے نہ حکومت نہ اپوزیشن پارٹی، نہ دینی جماعتیں، نہ سیاسی جماعتیں، تعلیم کو تعلیم رہنے دیجئے، code of conduct بنایئے، بچوں کا داخلہ، اساتذہ کی appointments, transfer, promotions، ان تمام کو میرٹ کی بنیاد پر ہونا چاہیئے، ان تمام کو ایک نیشنل فریم ورک میں ہونا چاہیئے۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں، میں نہیں تقریباً جہاں جہاں میں گیا ہوں اور جس سیاسی پارٹی کے بھی سمجھدار لوگوں سے میں نے بات کی۔ سب اس کے اوپر پریشان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سینیٹ کی کمیٹی جس نے سندھ کے حالات کا جائزہ لیا تھا اس نے تقریباً سات آٹھ پیراگراف لکھے ہیں تعلیمی پالیسی پر۔ اور اس کے اندر میں نے انہیں یہی بات کہی کہ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ تعلیمی دنیا کو depoliticise کیجئے۔ خالص میرٹ کی بنیاد پر اسے آگے بڑھایئے۔ میرے اور آپ کے جو اختلافات بھی ہوں لیکن خدا کے لیے نئی نسلوں کو تباہ نہ کیجئے۔ یہ چند گزارشات جناب والا تعلیم کے مسئلے کے اوپر بیان کرنا چاہتا تھا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب پروفیسر صاحب۔ اب میں فلور ڈاکٹر عبدالحئی صاحب کو دینا چاہوں گا۔

ڈاکٹر عبدالحئی۔ جناب چیئرمین صاحب میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس resolution پہ جس کا تعلق پرائمری تعلیم سے ہے اور بالخصوص بلوچستان کے حوالے سے اس پر

زیادہ گفتگو کرنے کا کہا گیا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ کسی قوم کی ترقی اور خوشحالی کے لیے، کسی ملک کی ترقی کے لیے، کسی معاشرے کو اکیسویں صدی میں لانے کے لیے تعلیم ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اور تعلیم ہی ایک ایسی ضرورت ہے جو ایک معاشرے کو انسانیت، ادب اور ایک خوبصورت معاشرے میں تبدیل کرنے کے لیے اس کا ایک نمایاں رول ہے۔ اور اسی طریقے سے موجودہ دور کے جدید تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے کوئی بھی معاشرہ علم سائنس کے بغیر اپنی ضروریات اور اپنے آپ کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صفوں میں شمار نہیں کرا سکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تعلیم کی طرف ہماری توجہ برائے نام رہی ہے اور کبھی بھی ہم اپنے ماضی کو اگر دیکھیں تو ہم نے ہمیشہ تعلیم کی مد میں بہت کم سرمایہ مرکوز کیا ہے۔ اور زیادہ تر توجہ زندگی کے اور شعبوں میں رہی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ظلم ہمارے ملک کے اندر یہ رہا ہے کہ ابھی تک colonial نظام ہی چل رہا ہے۔ اور ہم نے اپنی تمام ضروریات کے مطابق اپنے تعلیمی نصاب اور طریقہ کار اور اپنے جدید تقاضوں کے مطابق اپنے معاشرے کی ضرورتوں کے مطابق تعلیم کو ہم آہنگ نہیں کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جو بنیادی اہمیت کا حامل ہے وہ کسی بھی تعلیم کو آگے بڑھانے کے لیے اس کا پرائمری شعبہ سب سے اہم تر ہے۔ اور پرائمری ایجوکیشن جو ہے وہ ہمارے ہاں یہ حقیقت ہے کہ سب سے زیادہ نظرانداز، سارے ملک میں بالخصوص بلوچستان میں تو صورتحال بالکل عجیب و غریب ہے۔ وہاں تو آج بھی صورتحال یہ ہے کہ جو ستر اسی فیصدی اسکول ہیں وہ shelterless ہیں۔ آج بھی صورتحال یہ ہے کہ زیادہ تر وہاں پرائمری ایجوکیشن کے جو ادارے ہیں۔ بلڈنگ ان کے پاس نہیں ہیں۔ بچے درختوں کے سائے کے نیچے پڑھتے ہیں۔ یا تپتی ہوئی دھوپ میں گرمی میں بھی بغیر عمارت کے طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کوئی ان کے لیے بلڈنگ نہیں ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ شدید سردیوں میں بھی وہاں صورتحال کھلے آسمان کے نیچے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اگر کہیں کوئی ٹوٹی پھوٹی بلڈنگ ہے بھی، عمارت ہے بھی تو اس عمارت کی صورتحال یہ ہے کہ ایک کمرے میں پانچ کلاسز کے طلباء جو ہیں وہ بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور جہاں بچے اس طرح سے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں جیسے مال مویشی ہوتے ہیں۔ جہاں اتنی بھیڑ ہو وہاں ایک استاد کس طرح توجہ دے سکے گا۔ مختلف کلاسیں ایک کمرے میں ہوتی ہیں۔ اور جہاں ایک بچہ دوسرے بچے کے ساتھ جڑا ہوا ہو درمیان میں بالکل فاصلہ نہ ہو۔ اس طرح ایک کلاس سے آواز دوسری کلاس کو جاتی ہے۔ استاد کس کلاس کو تعلیم دے رہا ہے؟ نہ صرف یہ بلکہ مختلف جگہوں پر سکول اس حد تک خستہ حال ہیں کہ مہمان خانے سکول بنے ہوئے ہیں یا وہاں شہر یا گاؤں یا دیہات کا کوئی آدمی ہے اس کا مہمان خانہ ہے ۔ وہاں بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے اور استاد بنیادی طور پر ایک مشکل اور عجیب صور حال سے دو چار ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک آزاد شہری کی حیثیت سے وہاں نہیں سمجھتا۔ بلکہ وہ مرہون منت ہے بڑے آدمی کا، یا اس معتبر کا، یا اس نمبر دار کا یا اس وڈیرے کا ۔ تو جہاں اس طرح کی صورت حال ہو وہاں بچے کیسے تعلیم حاصل کریں گے۔

سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ ہم نے کبھی نصاب کو اپنی ضرورتوں کے مطابق نہیں بنایا ۔ ہمارے ہاں دو طرح کی تعلیم ہے ۔ ہمارے ہاں جن کے پاس وسائل

ہیں' جن کے پاس پیسہ ہے۔ وہ تو اپنے بچوں کو پرائیوٹ سکولوں میں پڑھاتے ہیں یا انگریزی سکولوں میں' جہاں انگریزی تعلیم شروع ہی سے جاری ہو جاتی ہے اور جو ہمارے سرکاری ادارے ہیں۔ جہاں 80 فی صد ' 90 فی صد عوام کے بچے پڑھتے ہیں وہاں کہتے ہیں کہ اردو لازمی ہے ۔ یہ عجیب سے تضاد ہے ۔ جو حکمرانوں کے بچے ہیں ۔وہ تو پہلی جماعت سے انگریزی پڑھیں اور جو عوام کے بچے ہیں' 90 فی صد غریب بچے ہیں ۔ ہم ان کو کہتے ہیں کہ جناب آپ اردو پڑھیں ۔ جب مقابلہ ہو ' ملازمت کا مسئلہ ہو یا مختلف شعبوں میں اوپر جانے کا مسئلہ ہو تو ہم کہتے ہیں کہ انگریزی میں بات کریں ۔ تو یہ تضاد خود قوم کے ساتھ ایک مذاق ہے ۔ ایک یہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہاں تعلیمی ادارے جتنے ہیں ان میں بھی اس طرح کا عمل ہو وہاں بھی شروع سے انگریزی ہو۔ جیسے پرائیوٹ اداروں میں انگریزی پڑھائی جاتی ہے ۔ کیوں نہ عام غریبوں کے بچوں کو بھی ابتدا سے انگریزی پڑھائی جائے اور ان کو مادری زبان یا قومی زبان میں تعلیم دی جائے اور ان کے لیے بھی جدید معاشرے کی ضرورتوں کے مطابق نصاب کو بنایا جائے۔ یہ فرق ختم ہونا چاہیئے یہ جو طبقاتی نظام ہے اس کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ اگر واقعی ہم اپنی قوم اور اپنے وطن اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال چاہتے ہیں تو حکومت سب کے لئے ہوتی ہیں اور حکومت کا بنیادی فرض بھی یہی ہے کہ وہ اپنی قوم کو جدید تقاضوں کے مطابق تیار کرے۔ ان ضرورتوں کے پیش نظر قوم کو تیار کرے اسے ایک ایسا علم کا کلچر' ادب کا کلچر' امن کا کلچرفراہم کرے جس کےمطابق قوم تیار ہو۔جب ابتداء ہی سے انصاف نہ ملے جب آپ نے شروع ہی سے بچوں کے ذہنوں میں دوقسم کی تعلیم ڈال دی ہے کہ بڑے لوگو ں' سرمایہ داروں'جاگیرداروں big بیوروکریٹس کے بچے تو سب انگریزی سکولوں میں پڑھیں' پرائیویٹ اداروں میں پڑھیں اور ہمارےعام غریبوں کے بچے جو ہیں وہ تپتی دھوپ میں پڑھیں۔ شدید سردی میں ان کو سر چھپانے کے لئے بھی ایک کمرہ میسر نہ ہو۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بنیادی ضرورت ہے کہ کسی بھی طریقے سے ہم موجودہ نظام تعلیم کو اس کے طریقہ کار کو' اس کے نصاب کو' اس کے امتحانی طریقہ کار کو بدلیں اور استادوں کو ان کا جائز مقام دیں۔ یہ جو ہمارے ہاں روایت ہے کہ جس کو کہیں ملازمت نہ ملے اساتذہ کے طور پر ہم اس کی تقرری کرتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں پٹواری کی تو عزت ہے' پولیس کے سپاہی کی تو عزت ہے' نیوی کے ایک سپاہی کی تو عزت ہے' لیکن استاد جو معاشرے کا معمار ہے' جو معاشرے میں ایک بنیادی کردار رکھتا ہے اس کی عزت نہ ہو۔ والدین کے بعد اگر انسان کچھ معاشرے میں سیکھتا ہے تو استاد سے سیکھتا ہے مگر سب سے کم درجہ ہم اپنے معاشرے میں استاد کو دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے ۔ استاد کو اس کا جائز مقام ملنا چاہئیے ۔ پرائمری ادارے جہاں بھی ہیں ' ان کی خستہ حالی کو دور کیا جائے ۔ تعلیمی عمارات ان کی ضرورتوں کے مطابق ہوں ۔ اساتذہ کے لئے رہائشی انتظام ہو ۔ ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے اور ان کو مجموعی طور پر معاشرے میں جائز مقام ملنا چاہیے ۔

جناب والا! جو ہمارے معاشرے میں اساتذہ کی تقرریاں اور تبادلے سیاسی بنیادوں پر کی جاتی

ہیں یا اساتذہ کو مختلف انداز میں نشانہ بنایا جاتاہے ' اس کا خاتمہ ہونا چاہیے ۔ امتحانات کا طریقہ کار یکساں ہوناچاہیے ۔ اس میں نمایاں طور پر یہ بات ہو کہ کم از کم ایک سال سے کم عرصہ میں کسی استاد کا تبادلہ نہ ہو تاکہ اساتذہ اس عرصہ میں یکسوئی سے متعلقہ تعلیمی اداروں میں ہونا چاہیے۔ اگر کسی استاد کاتبادلہ ضروری ہے تو امتحان کے بعد اس کا تبادلہ کیا جائے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں جو supervisory staff ہے' جو directors ہیں یا inspectors ہیں' ان سے بھی باز پرس کی جائے۔ تو یہ ساری چیزیں جو ہیں' یہ ہمیں بہتری کی طرف لے جا سکتی ہیں۔

جناب والا! جو بنیادی بات میں کہنا چاہتا ہوں' وہ یہ ہے کہ یہ جو اعتماد سرکاری تعلیمی اداروں سے عوام کا اٹھتا جا رہا ہے ' اس کا نوٹس لینا چاہیے ۔ یہ ایک اپنی جگہ پر حقیقت ہے اور ہماری حکومت کے لئے ایک چیلنج ہے ' چاہیئے یہ وفاقی حکومت ہو یا صوبائی حکومتیں ہوں کہ اگر کسی شخص کے پاس ذرا بھی وسائل ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں اپنے بچوں کو انگریزی سکول میں پڑھانا چاہتا ہوں۔ پرائیویٹ سکول میں لے جاتا ہوں ۔ گاؤں تک پرائیویٹ سکول پہنچ گئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب ڈاکٹر صاحب ۔ آپ وقت کابھی خیال رکھئے گا ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر اس تعلیمی سلسلہ کو بہتر نہ کیا گیا اورجو کروڑوں ' اربوں روپے ہم تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں ' ان کاخیال نہ رکھا گیا تو اس نظام سے عوام کا اعتماد اٹھ جائے گا جیسے اب ہو رہا ہے کہ جونہی کسی کو تھوڑے سے وسائل میسر آتے ہیں تو وہ اپنا پیٹ کاٹ کر اپنے بچے کو پرائیویٹ ادارے میں لے جاتاہے ۔ جناب والا! اس رجحان کو ختم کرنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ ایک تو طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کیا جائے اور یکساں نظام تعلیم کو رائج کیا جائے ۔ سیکنڈری لیول تک ہمیں اپنے بجٹ کا تعلیم پر خرچ کرنا چاہیے ۔ یعنی سیکنڈری تک کم از کم مفت تعلیم ہونی چاہئیے ۔ نصاب کو جدید تقاضوں کے مطابق ہونا چاہئیے اور جو ہمارے ہاں female ایجوکیشن ہے وہ برائے نام ہے ' اس پر توجہ دینی چاہیے ۔ جب تک ہماری مائیں بہنیں تعلیم حاصل نہیں کریں گی ' اس وقت تک بہتر نتائج پیدا نہیں ہو سکتے کیونکہ ماں گھر میں ایک درسگاہ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ سب سے زیادہ توجہ ایک بچے پر والدہ محترمہ کی ہوتی ہے ۔ اس لئے ہم اس پر توجہ دیں ۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ female education کو ہم سب سے زیادہ نظر انداز کرتے ہیں۔ اس طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ اگر کہیں سکول بنے بھی ہوئے ہیں وہاں استانیاں ہی موجود نہیں ہیں۔ ان ساری مشکلات کاحل تلاش کرنا چاہئیے ۔ ہمارے معاشرے میں جو ایک اجتماعی بیماری کرپشن ہے ' اس کا علاج سوچیں ۔ کیونکہ اگر اس کرپشن کا علاج نہیں سوچیں گے تو یہ زندگی کے تمام شعبوں میں سرایت کرتی چلی جائے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جناب ڈاکٹر صاحب ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا ! میں آپ کے ایک دو منٹ اور لوں گا ۔ تعلیم کے شعبہ میں یہ رجحان بڑھ رہاہے کہ نقل کرو اور پیسہ دو۔ ٹیسٹ پیپرز تیار کرو۔اور اس طرح کے کوئی اور طریقے اختیار کرو کیونکہ معاشرے میں ایک رجحان پیسہ بنانے کا چل پڑا ہے ' بدقسمتی

سے ہم اس کی حوصلہ شکنی نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ سب سے زیادہ لائق آدمی ہے جو چور بازاری، سمگلنگ، ذخیرہ اندوزی سے، حکومت کے اثر و رسوخ سے اور سرکاری عہدے کے غلط استعمال سے کام نکلواتا ہے۔ غلط طریقے سے تجارت میں ملاوٹ کرنے سے اور قوم کے پیسے کو لوٹنے سے جو دولت حاصل کرتا ہے، ہم اس کو ایک اچھا آدمی سمجھتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں عجیب صورت حال ہے یعنی دیانتداری ایمانداری خلوص اور سچائی کی جگہ کرپشن اور ناجائز طریقوں سے دولت بنانے کو ہم بہت اہمیت دیتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بہت بڑا آدمی ہے بڑا لایق آدمی ہے اور اس کی حوصلہ شکنی نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے مجموعی طور پر معاشرے میں ناجائز طریقوں سے دولت کمانے کا جو ایک رجحان آگے بڑھ رہا اور پنپ رہا ہے اس کی حوصلہ شکنی ضروری ہے اور اسی وجہ سے تعلیمی اداروں میں امتحانات میں نقل اور دوسرے ذرائع سے کرپشن کا رجحان بڑھ رہا ہے تعلیمی اداروں میں فرض سے کوتاہی تعلیمی اداروںمیں ڈیوٹی نہ دینا یا سپروائزری سٹاف جو اپنے فرائض سے غفلت برتتا یہ ساری مجموعی طور پرمعاشرے کی جو برائیاں ہیں ان کی بنا پر ہم سیاست میں معشیت میں اور ثقافت میں برائیوں کی طرف بڑھ رہے ہیں ۔ اس کے بھی اثرات مجموعی طور پر ہمارے تعلیمی اداروں اور بالخصوص پرائمری تعلیم اور ہمارے دیہاتوں پر ہمارے قصبوں پر پڑ رہے ہیں۔ میں آخر میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے یہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے تعاون سے میں سمجھتا ہوں بہتر کر سکتے ہیں اور ایسا نظام تعلیم ہم اپنے عوام کو دے سکتے ہیں کہ پاکستان کے عوام کو ہم ۲۱ویں صدی کی جو دنیا ہے اس کے مقابلے میں لائیں اور یہ جو ہمیں بڑی ندامت سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ہاں خواندگی کی شرح کا جو فیصد ہے وہ بہت ہی کم ہے ۔ ترقی پذیر دنیا میں بھی ہمارا مقام نیچے سے چھ سات بنتا ہے اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کریں اورہمارے جو وسائل ہیں ان کا جائز اور صحیح استعمال کریں اور حکومتی نظام میں یہ جو لوٹ مار ہے اس سے چھٹکارا حاصل کریں ۔ شکریہ

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ ڈاکٹر صاحب میں محترم ممبر حضرات سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس وقت ۹ بجنے کو ہیں اور ہنوز ہمارے ہاں ۸ ممبر حضرات لسٹ پر موجود ہیں جنہوں نے اپنے زریں خیالات کا اس اہم موضوع پر اظہار خیال کرنا ہے میں آپ صاحبان سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس sitting کو اس وقت ہم برخاست کر دیں اور اس کو آئندہ کے لیے اٹھا لیں تو بہتر ہوگا یا جس طرح آپ فرمائیں۔ میرے خیال میں نہایت ہی اہم مضمون ہے اور اسموضوع پر کافی اچھی باتیں ہوئی ہیں لہذا۔۔۔

The House is adjourned t: meet again on 19th July, 1994, Tuesday at 10.00 A.M. that means day after tomorrow.

[The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Tuesday, July 19, 1994]

PCPPI—351 (96) Senate—14-3-96—180.